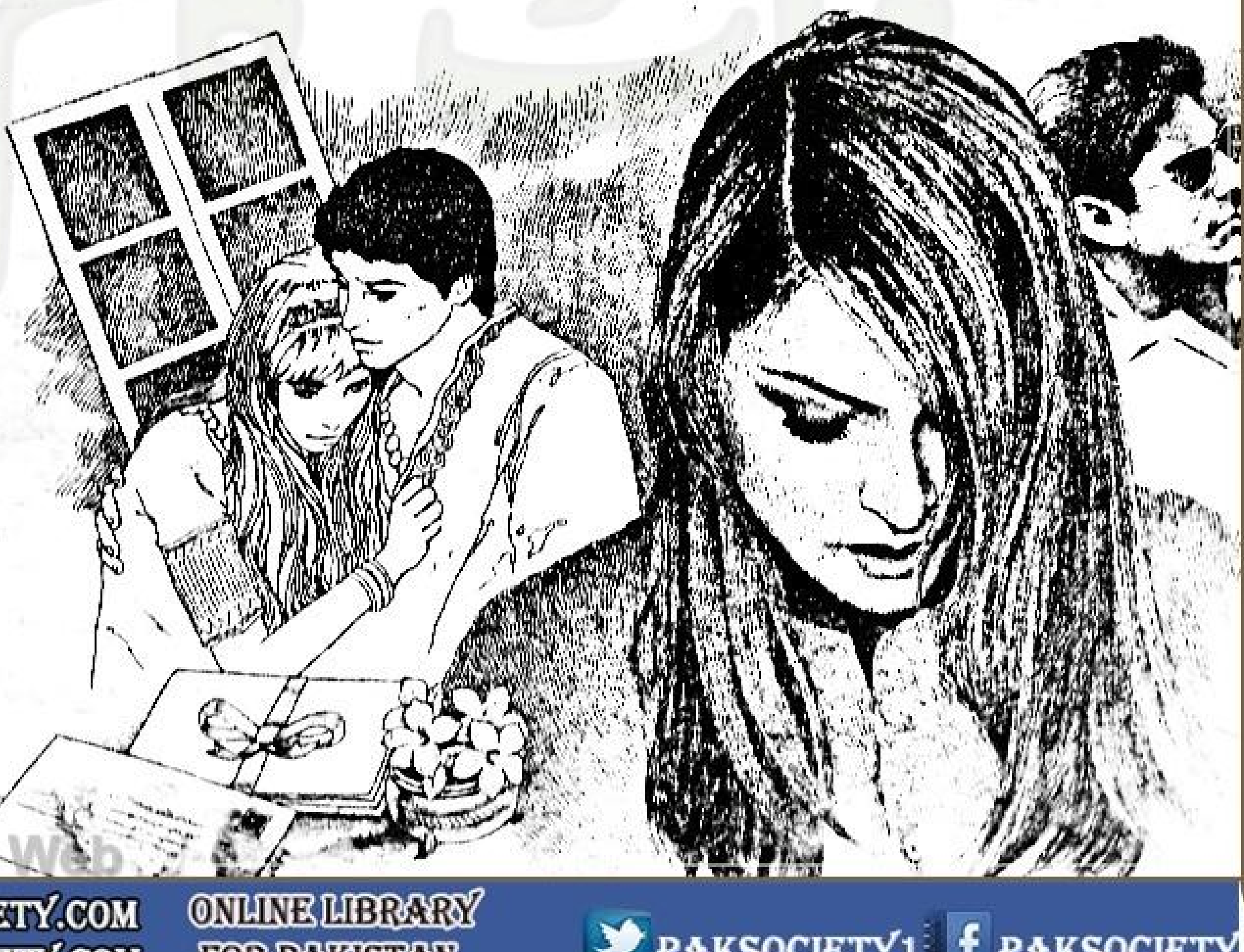
سمیرا حمید

امرحہ کی پیدائش کے وقت اتفاقی طور پر رونما ہونے والے چند ناگوار اور نقصان دہ واقعات کے سبب وہ اپنے خاندان میں "منحوس" مشہور ہو جاتی ہے۔ اس کے بابا، اماں، دادی اور تینوں بہن بھائی دانیہ، عماد اور علی اسے اکثر جنم جلی، منحوس، کالی نظر اور کالی زبان کہتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی منگنی بھی ان ہی افواہوں کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اپنی نحوست کے صبح شام قصے سن کر امرحہ خود ترسی کا شکار ہو کر روتی رہتی ہے۔

پورے گھر میں صرف دادا ہی اس کی دل جوئی کرتے ہیں اور گھر والوں کی باتوں کو لغو قرار دیتے ہوئے امرحہ کو بھی ان پر کان دھرنے سے منع کرتے ہیں۔ امرحہ کی اپنے دادا سے خوب بنتی ہے۔ وہ سارا دن ان کے ساتھ پنجاب لائبریری میں گزارتی ہے۔ جہاں وہ لائبریرین تھے دادا اسے سمجھاتے ہیں کہ تم پڑھائی پر دھیان دو اور اسکالرشپ لے کر باہر ملک چلی جاؤ۔ امرحہ اپنے باقی بہن بھائیوں کی طرح پڑھائی میں کمزور ہے، مگر دادا کی بات پر وہ ٹاپ کرنے کے لیے جدوجہد شروع کردیتی ہے، مگر پھر بھی بہت اچھے نمبر حاصل نہیں کرپاتی۔ اسی دوران اس کی شادی کا سلسلہ چلتا ہے، مگر پندرہ روز قبل دولہا کی جوان بہن کے بیوہ ہو جانے پر اس کی شادی رہ جاتی ہے اور اس کی نحوست پر ٹھپہ لگ جاتا ہے۔ امرحہ دل برداشتہ ہو کر نیند کی گولیاں کھا کر خودکشی کی کوشش کرتی ہے تاہم بچ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے بعد امرحہ کی زندگی مزید تلخ ہو جاتی ہے۔ وہ مختلف بیرون ملک کالج و یونیورسٹیوں کے ہزاروں آن لائن اسکالرشپ فارم بھرتی ہے، مگر ہر جگہ سے انکار ہوتا رہتا ہے۔ بالآخر مانچسٹر یونیورسٹی سے اسے اسکالرشپ مل جاتا ہے جو اس یونیورسٹی کی طلبا سوسائٹی اپنے ذاتی فنڈ سے دیتی ہے جس کی رو سے امرحہ کو تیس فیصد ادا کرنا ہوتا ہے باقی ستر فیصد کی ادائی ان کی طرف سے ہوگی۔ اس کے علاوہ وہ دن کی میزبانی کے۔

مکمل ناول





بعد امرحہ کو اپنی رہائش اور اخراجات کا خود بندوبست کرنا ہوگا۔ یہ سب باتیں اسے برطانیہ پہنچنے کے بعد دائم بتاتا ہے۔ دادا جی امرحہ کے لیے پیسے اکٹھے کرکے اسے برطانیہ بھجوا دیتے ہیں۔ باقی اسے خود اپنے بل بوتے پر کرنا ہوگا۔ عذرا، شرلی، بٹی لو اور للی کول سے اس کی ابتدائی ملاقات ہوتی ہے۔

امرحہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک کافی شاپ میں جاب کرنے لگتی ہے اور لیڈی مہر کے گھر اس کی رہائش کا بندوبست بھی ہو جاتا ہے۔ لیڈی مہر بے اولاد خاتون ہیں۔ انہوں نے ـــ شٹل کاک نامی اپنے ہاسٹل نما گھر میں مختلف بچوں کو اولاد کی طرح رکھا ہے۔ ان ہی میں ایک عالیان مارگریٹ ہوتا ہے۔ وہیں سادھنا، ویرا اور این اون سے اس کی دوستی ہو جاتی ہے۔ جاب کے دوران وہ ڈیرک کے ساتھ مل کر ڈاکومنٹریز فلم بنانے لگتی ہے۔

اسی دوران امرحہ کے بابا جن کی اعظم مارکیٹ میں قالین کی دکان ہوتی ہے، آگ لگ جاتی ہے جس سے ان کا بیس، پچیس لاکھ کا نقصان ہو جاتا ہے۔ انہیں اٹیک ہو جاتا ہے۔ امرحہ انہیں تسلی دیتی ہے اور ڈاکومنٹری فلم سے ملنے والے پیسے ان کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا دیتی ہے۔ اس کے علاوہ لیڈی مہر بھی اسے ایک چیک دیتی ہیں۔ امرحہ وہ رقم بھی پاکستان بھجوا دیتی ہے۔ امرحہ کے والد بہت خوش ہوتے ہیں۔ امرحہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی ہوتی ہے جب عالیان مارگریٹ کسی اسپائیڈر مین کی طرح اس کی کھڑکی میں جھانکتا ہے۔ امرحہ کی چیخ نکل جاتی ہے۔

عالیان بتاتا ہے "یہ اس کا گھر ہے" وہ اس کے کمرے کی کھڑکی سے کود کر باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد گھر میں آوازیں گونجنے لگیں تو سادھنا نے بتایا کہ لیڈی مہر کا بیٹا آیا ہے۔ وہ لیڈی مہر کے کمرے میں گئی تو دیکھا کہ وہ لیڈی مہر کے بیڈ پر بیٹھا انہیں کیک کھلا رہا تھا۔ اسے یاد آیا کہ لیڈی مہر نے ایک بار بتایا تھا کہ ان کا بیٹا بھی اس کی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے اور بہت قابل ہے۔

امرحہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کا نام عالیان تھا اور اس کی ماں کا نام مارگریٹ۔ اسے عجیب سا لگا، ناجائز؟

دوسرے دن لیڈی مہر کی سالگرہ تھی، جوان کے بچوں نے بڑے اہتمام سے منائی۔ انہوں نے امرحہ کو عالیان کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے اسے ایک ادارے سے لیا تھا اور بڑی تن دہی سے اس کی تربیت کی ہے۔ امرحہ کو افسوس ہوا کہ اس کی اماں نے کبھی بیٹوں کی تربیت پر توجہ نہیں دی تھی۔

ویرا کا ساتھ امرحہ کو احساس دلا رہا تھا کہ عورت بھی بہادر ہو سکتی ہے۔ عالیان کی توجہ نے امرحہ کو ایک عجیب احساس سے دوچار کر دیا، وہ لاشعوری طور پر عالیان سے متاثر ہو رہی تھی۔

ہارٹ راک میں امرحہ اور ویرا کی باتیں ریکارڈ کرکے چلانے پر امرحہ ویرا سے ناراض ہو جاتی ہے۔ امرحہ کو شدت سے احساس ہوتا ہے کہ عالیان کے بارے میں یہ سب کہہ کر اس نے اچھا نہیں کیا۔ ہارٹ راک کیفے کے باہر امرحہ، عالیان کا انتظار کرتی ہے مگر وہ اس سے صحیح سے بات نہیں کرتا۔ رات کو عالیان ویرا کو شٹل کاک چھوڑ کر جاتا ہے امرحہ کو یہ بات بری لگتی ہے کہ عالیان اپنی سائیکل پہ ویرا کو چھوڑنے آیا۔ ویرا امرحہ کو بتاتی ہے کہ وہ گر گئی تھی۔ اس کے پیر پر چوٹ آئی تھی اس لیے عالیان اسے گھر تک چھوڑنے آیا تھا۔

امرحہ ہمت کرکے عالیان سے ملنے دوبارہ جاتی ہے۔ وہ اسے ٹوئیٹ میں چاکلیٹ دیتی ہے۔ عالیان حیران ہوتا ہے مگر پھر اس کی ٹوئیٹ لینے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس پر امرحہ کہتی ہے کہ اگر تم ٹوئیٹ دو تو میں ابھی بھی تیار ہے۔ عالیان لاجواب ہو جاتا ہے۔

ساتویں قسط

اس کے بیگ بیڈ پر رکھے تھے اور وہ بری طرح سے ہانپ رہی تھی۔ تیاری ہو چکی تھی۔ خود کو یہاں سے لے جانے کی۔

وہ اپنے کمرے کی اس کھڑکی کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی' جہاں سے کبھی وہ کودا تھا۔ وہ جذبات کے اس کنارے پر کھڑی تھی' جہاں سے سب کچھ ٹوٹتا پھوٹتا ہی نظر آتا ہے۔ ایک دیوانے کی سی کیفیت جو اپنے وجود کے پاتال میں اتر کر ایڑیاں رگڑنے لگتا ہے۔ دہن سے کرب انگیز آوازیں نکالتا ہے اور عالم دیوانگی میں خود کو ادھر ادھر پٹختا ہے۔

خود پر حملہ آور ہو چکی' کپکپی کو ناتواں کرنے کے لیے اس نے اپنے گرد بازو لپیٹے۔

یہ انتہا تھی جانکاری کی۔۔۔ عروج کہیں پیچھے رہ چکا تھا۔ محبت اس سے بہت آگے نکل چکی تھی۔

وہ عالم فنا میں تھی۔۔۔ دنیا میں بہت کچھ ضروری ہو گا' لیکن عالیان سے پہلے نہیں۔۔۔ اس سے پہلے سب فنا ہی ہو گا اور اس کے بغیر بھی۔۔۔ عالم یقین کے پٹ اس پر وا ہوئے اور اس نے جانا کہ وہ اس سے جدا ہونے کی متحمل ہو سکتی ہے اگر زندہ ہی نہ رہے۔

ہاں یہ ہی وہ بات تھی جو بہت پہلے طے ہو چکی تھی اور منکشف اب ہوئی تھی کہ اب جو اس کے بغیر ہو گی وہ زندگی نہیں ہو گی۔ اب پھول کھلیں گے' نہ بہار آئے گی۔ خوشیوں کا منتظر رہا جائے گا نہ مسکراہٹوں کو خوش آمدید کہا جائے گا۔ کائنات کی اس حد سے اس حد تک پھیلاؤ ہو گا' لیکن ٹھہراؤ نہیں۔۔۔ کوئی گیت سہانا نہیں لگے گا اور کسی داستان میں جی نہیں اٹکے گا۔ اب موت کی نشانیوں کا انتظار کیا جائے گا اور بینائی کو جزدان کر دیا جائے گا۔ اب نہ بولنے کی غرض رہے گی' نہ سننے کی چاہت۔

اب۔۔۔ ساری دنیا کے اہرام اپنی بلندیوں سے گر جائیں گے اور پانی کے ذخیرے اپنا پانی الٹ دیں گے۔۔۔ تو بھی قیامت کا گمان نہ ہو گا۔

صبح تک وہ فیصلے کے پنڈولم پر جھولتی رہی۔

وہ مرنے کا ارادہ نہیں رکھتی اور مر مر کر زندہ رہنے کا بھی۔

ویرا گھر آ چکی تھی اور این بھی۔۔۔ ویرا کو نیو یارک جانا تھا' جس ٹیکسی میں وہ گھر آئی تھی اسی ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ ایئر پورٹ چلی گئی۔ این اس کا دروازہ بجاتی رہی' لیکن اس نے کھولا ہی نہیں۔

"تم نہ صرف خود پاگل ہو' بلکہ دوسروں کو پاگل کر دینے کی طاقت بھی رکھتی ہو۔" دروازے کے باہر این تیز آواز میں بڑبڑا کر چلی گئی۔ وہ رات بھر اسے فون کرتی رہی تھی' لیکن اس نے اٹھایا نہیں تھا۔ وہ سمجھی وہ وہیں کہیں ہے' لیکن وہ گھر پہ تھی۔

بہت صبح وہ شٹل کاک میں کسی کے بھی اٹھنے سے پہلے یونی آ گئی اور باہر سے ہی اس کے گرد چکر لگاتی رہی۔۔۔ سڑکیں سنسان تھیں اور یونی بھی۔۔۔ وہ حسرت سے اس عمارت کو دیکھ رہی تھی' جس کی یاد آنے پر وہ سختی سے آنکھیں میچ لیا کرے گی۔۔۔ اپنی سانس کو متوازن رکھنے کے لیے اسے خود سے گہری گہری سانسیں لینی پڑ رہی تھیں۔

اس عمارت کے اندر جاتے ہی اس کی نئی زندگی نے سانسیں لینی شروع کر دی تھیں اور اس عمارت سے باہر ہوتے ہی وہ نئی سانسیں آخری سانسیں لینے لگیں تھی۔ ادھر ادھر کسی پارک میں بیٹھے' فٹ پاتھ پر چلتے' کافی شاپس کی شیشوں کی دیواروں سے اندر جھانکتے اور مانچسٹر پر آخری اڑان بھرتے جیسے پرندوں کو دیکھتے اس نے کافی وقت گزار لیا اور پھر وہ اپنے اسٹور آ گئی۔

"تمہاری ڈیوٹی تو شام میں نہیں؟" مینجر نے پوچھا۔

"اسٹور روم میں کچھ جوتے ہیں' وہ مجھے خریدنے ہیں۔" وہ ذرا اٹک کر بولی۔

"ٹھیک ہے خرید لو۔۔۔"

وہ اسٹور روم میں آ گئی اور وہ جوتے اٹھا لائی' جسے عالیان نے پہن کر دیکھا تھا اور جو بعد ازاں اس نے ایسی جگہ چھپا دیے تھے کہ کوئی اور ورکر انہیں دیکھ کر خرید ہی نہیں سکے۔

جوتوں کے وہ تین عدد جوڑے تھے۔

مینیجر نے انہیں دیکھا تو شرارت سے مسکرانے لگا۔ "بے شک ان میں نقص معمولی ہے' لیکن میں پھر بھی تمہیں مشورہ دوں گا کہ اس شاہی خاندان کے فرد کے لیے تم انہیں بھی معمولی سمجھو اور ان تین کے بجائے تم ایک وہ لے لو جسے میں نے ایک میگزین میں پرنس ہیری کو پہنے دیکھا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا' لیکن اس کی تحریک سنجیدہ تھی۔

وہ مسکرا نہیں سکی اور بتا بھی نہیں سکی کہ جوتے عالیان کے لیے معمولی ہی ہوں گے' لیکن اس کے لیے بہت خاص ہیں' وہ انہیں اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے۔ وہ ان باقیات کو اکٹھا کر رہی ہے جو پورا عالیان نہیں بنا سکتیں۔

"پھر کیا ارادہ ہے پرنس ہیری کے جوتے کے بارے میں۔"

جس انداز سے عالیان اسٹور آتا تھا سب کو اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ جوتے لینے تو ہرگز نہیں آتا' بلکہ ایک بار مینیجر نے شیشے کے پار سڑک کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔

"دیکھو... کیا یہ وہی ہے جس نے آج تک ہمارے اسٹور سے کچھ نہیں لیا' سوائے تمہارے قیمتی وقت کے۔"

امرحہ چڑ جاتی۔ "پتا نہیں۔"

"اس کی آئس کریم ختم ہو چکی ہے اور تمہاری جاب ٹائمنگ بھی... ویسے وہ تم سے کیا کہتا ہے کہ میں یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا تم سے ہائے ہیلو کرتا جاؤں... یا وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے مانچسٹر کے فلاں کونے میں واقع فلاں ریسٹورنٹ دریافت کر لیا ہے' جہاں ملنے والا فش سوپ اتنے مزے کا ہے کہ گمان ہوتا ہے کہ اس کے شیف نے اس پر کوئی جادو پڑھ کر پھونکا ہے اور سنو وہ پچھلے پندرہ منٹ سے ادھر ادھر ٹہل رہا ہے جو گزر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ایسے پندرہ منٹ تک انتظار نہیں کرتے' اگر وہ تمہارے سامنے یہ جھوٹ گھڑے تو تم مستری سے مسکرا سکتی ہو۔"

اب وہ اداسی سے مسکرادی اور نفی میں سر ہلایا کہ ہیری کے جوتے نہیں چاہئیں... جوتے اسٹور میں ہی رکھوا کر وہ باہر آ گئی۔ وہ اپنے واجبات لینے آئی تھی' لیکن فی الحال اس نے واجبات کو چند گھنٹوں پر ٹال دیا... اس نے خود کو بھی چند گھنٹوں کے لیے ٹال دیا۔

اسے شکوہ ہونے لگا کہ مانچسٹر پر جو دھند اتر رہی ہے وہ اس کی آنکھوں میں کیوں گھس رہی ہے کہ اسے چلنے پھرنے میں دشواری ہو رہی ہے' اگر ایسا نہ ہو تو وہ تیزی سے اپنے کام سمیٹ لے۔ بلکہ بہت تیزی اور پھرتی سے... اور وہ جو بار بار اپنے وجود پر کسی چیز کے قائم ہونے کا پتا معلوم کر رہی ہے تو اس سے بھی اسے فرصت ملے اور اس کے کالے کوٹ کے اندر کیا چیز پاش پاش ہو چکی ہے۔ ذرا دم لے کر اس کا بھی حال چال پوچھے۔

اس نے خود کو مانچسٹر کو کھوجتے پایا... اچھا خیال تھا کہ وہ مانچسٹر کو کھوج رہی ہے... کئی لوگوں نے ان کے گلابی گالوں اور سرخ نم آنکھوں کو ٹھٹک کر دیکھا۔ اس پر ترس کھایا جا سکتا تھا اور اس نے خود کو قابل رحم ہی بنا لیا تھا۔

اس کے اندر ایک جذبہ بار بار سر اٹھا رہا تھا کہ وہ دنیا کو آگ لگا دے اور سب سے پہلے خود کو۔ اس نے نفرت سے اپنے خاندان کے بارے میں سوچا۔ اور پھر آخری نقطے پر ٹھہر کر وہ خود سے نفرت کرنے میں مشغول ہو چکی تھی۔ اس نے دبے دبے غصے سے دادا کے بارے میں سوچا اور چاہا کہ انہیں اپنے ساتھ کھڑا کرلے اور اس شخص کی طرف دیکھتے رہنے کا حکم دے جو برننگ مین کے ساتھ جل کر راکھ ہو چکا ہے اور کیا پھر بھی دادا یہ کہنے کا حوصلہ کر پائیں گے۔

"حسب نسب لاؤ۔" اس کی راکھ کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر بھی وہ اپنا سوال نہیں بدل پائیں گے... کیا تب بھی وہ اس کی دل کی بات مان لینے پر مجبور نہیں ہو جائیں گے۔ ٹھنڈی پھوار اس کا سر بھگو رہی تھی اور وہ ان قصے' کہانیوں میں غلطاں ہو چکی تھی جو معاشرے میں' کتابوں میں' ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔ وہی جن میں سب ہوتا ہے' بس ملن نہیں

ہوتا۔

داستان امرحہ کے ساتھ بھی یہ ہی ہوا' بہت کچھ اس نے الٹا پلٹا کر دیا تھا۔ اور باقی حالات نے۔ وہ کسی کو راضی نہ رکھ سکی' خود کو نہ عالیان کو' دونوں ایک ہی راستے پر چلتے چلتے ایک دوسرے کی پشت پر آ گئے۔ وہ اپنی وجوہات کی وجہ سے پلٹ کر نہیں دیکھ رہا تھا اور یہ اپنی۔۔۔ پانی کی دھار بنے وہ پانی کے کنارے بن گئے۔

گھوم پھر کر وہ پھر اسٹور آ گئی' اپنے واجبات لینے' واجبات سے زیادہ مقصد جاب چھوڑ دینے کا عندیہ دینا تھا۔

"تمہارا کوئی پوچھنے آیا تھا۔" اسے دیکھتے ہی مینیجر نے اسے بتایا۔

"عالیان۔۔۔" سانس سے بھی پہلے نام اس کے حلق سے نکلا۔

"کوئی سائی تھا میں نے کہہ دیا' تم آئی تھیں اور چلی گئیں۔"

"سائی!" وہ بڑبڑائی۔۔۔ وہ کافی بار اسے کال کر چکا تھا' لیکن اس نے کوئی کال ریسیو نہیں کی تھی۔ اس نے اپنے اندر سائی کے لیے بھی نفرت محسوس کی اور غصہ بھی۔

"مجھے میرے بقایا جات چاہییں۔" ہاتھ مسلتے اس نے کہہ دیا۔

"تم جاب چھوڑ رہی ہو؟"

"ہاں۔۔۔" اس نے نظریں چرا کر کہا۔

"کہیں اور جاب مل گئی ہے؟"

"مجھے جاب کی ضرورت نہیں رہی اب۔"

"تم ٹھیک ہو امرحہ؟"

"ہاں۔۔۔ بالکل۔۔۔"

"بیٹھ جاؤ امرحہ۔۔۔" مینیجر نے نرمی سے کہا۔

وہ شیشے کی دیوار کے پاس رکھے اسٹول پر بیٹھ گئی اور گیلی سڑک کو دیکھنے لگی۔

"کہیں جا رہی ہو؟"

دونوں ہتھیلیوں کو مسلتے امرحہ نے چونک کر گیلی سڑک پر سے نظریں اٹھائیں۔ اسے یہ کس نے بتایا کہ وہ جا رہی ہے۔۔۔ تو کیا اسے واقعی جانا ہوگا۔۔۔ اس کے رخصت کے استعارے اکٹھے ہونا شروع ہو گئے ہیں اور اس کے قیام کی علامتیں روپوش ہو گئی ہیں۔

"اتنا وقت تمہارے ساتھ گزارا ہے اور تم کیسے جذبات سے عاری' خاموش سی جا رہی ہو۔ اگر تمہارا جانا ضروری ہے تو اچھے انداز سے بائے کہہ کر جاؤ' ورنہ مجھے موقع دو کہ میں تمہیں اس انداز میں الوداع کہوں' جس انداز میں میں نے تمہیں خوش آمدید کہا تھا۔"

اور صرف اتنی سی بات پر وہ پھر سے رونے لگی۔۔۔ اور آنکھوں کو رگڑ کر مینیجر کو دیکھا۔

"میں نہیں جا رہی۔۔۔ کہیں نہیں جا رہی۔"

"پھر جاب کیوں چھوڑی۔"

"یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا کچھ چھوڑ سکتی ہوں۔ میں سب چھوڑ سکتی ہوں' لیکن اسے نہیں۔۔۔ پوری شدت سے جانے کا فیصلہ کرنے کے باوجود میں ساری قوتیں لگا کر خود کو روک لینا چاہتی ہوں۔۔۔ مجھے روک لیں۔۔۔ پلیز۔۔۔"

"رک جاؤ امرحہ۔۔۔"

"میں یہاں رہنا چاہتی ہوں۔"

"رہ جاؤ یہاں۔۔۔"

"دنیا کے کسی اور کونے میں' میں کیسے رہ سکتی ہوں اب بھلا؟"

"دنیا کے اس کونے کے علاوہ تمہیں کہیں اور رہنے کی ضرورت نہیں۔"

"یہاں بھی اب میری ضرورت نہیں رہی' یہاں بھی نہیں رہ سکتی' یہاں سے جا بھی نہیں سکتی۔۔۔ اسے اتنی جلدی کیوں تھی۔۔۔ مجھے ہنسانے اور رلانے کے کام اس نے اتنی جلدی جلدی کیوں کیے؟" اس نے مینیجر کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔

ڈکسن ہمدردی سے اسے دیکھنے لگا۔

"وہ جوتوں والا؟" بہت کچھ وہ پہلے سمجھ چکا تھا' اب مکمل سمجھ رہا تھا۔

"میں اپنے جانے کے سامان کر رہی ہوں اور خود کو روک لینے کے بھی۔۔۔ میں بری طرح سے منتشر ہوں۔

میرا ایک حصہ میری مٹھی میں ہے اور ایک اس کے وجود میں۔۔۔ میں خود کو کہاں کھڑا کروں اور کہاں سے چلنا کروں میں فیصلہ نہیں کر پا رہی۔۔۔ ولسن! میں نے اسے کھیل نہیں سمجھا تھا' لیکن کھیل کی طرح ہی کھیل گئی۔۔۔ اسی لیے تو محبت میں ہار جیت ہوتی ہے۔ اگر ہم اس سے نہ کھیلیں تو ایسا تو نہ ہوتا۔۔۔ صرف جیت ہی ہو۔۔۔ بس جیت۔۔۔"

ولسن میز کے کنارے سے ٹک کر کھڑا ہو گیا۔ امرحہ اردو میں بول رہی تھی' اسے الفاظ سمجھنے میں دقت تھی۔ محسوسات سمجھنے میں ہرگز نہیں۔

"میں نے ہر خوب صورت شے کی طرف سر اٹھا کر دیکھا ہے۔۔۔ آنکھیں گاڑ کر۔۔۔ دل جما کر۔۔۔ پھر بھی میں یہ یقین حاصل نہیں کر پائی کہ میں ان کے سہارے جی لوں گی وہ میرے لیے کچھ تو سہارا بن جائیں گی۔۔۔ دیکھو یہ سڑک پر چلتے لوگ' ہنستے مسکراتے لوگ مجھے کتنے ہیبت ناک لگ رہے ہیں اور یہ آسمان سے برستی پھوار مجھے اس پر ترس بھی آرہا ہے۔ مجھے یہ کیسی حقیر بھی لگ رہی ہے۔ یہ میرے آنسوؤں سے مقابلہ کر رہی ہے۔ اور میں نے ساری بڑی نعمتوں کو گن کر دیکھ لیا ہے۔ ان کے انبار بھی مجھے دیے گئے تو میرے لیے رائی برابر خوشی کا سامان نہ ہو سکے گا۔۔۔ میں کبھی حساب میں اچھی نہیں رہی اور دیکھو' آج ہر غم کے جواب میں وہ نکلتا ہے اور ہر خوشی کے سوال میں بھی۔۔۔ میرا حساب اچھا ہو گیا ہے۔"

میز پر رکھے ٹشو باکس کو ولسن نے اس کے آگے کرنا قابل تحقیر جانا۔۔۔ وہ بچوں کی طرح اپنے کسی پیارے کھلونے کے ٹوٹ جانے پر رو رہی تھی۔۔۔ اسے لاڈ سے چپ کروایا جا سکتا تھا یا تسلی سے' صرف اس کی آنکھیں خشک کر دینا کافی نہیں ہو گا۔

"میں سوچتی ہوں اگر اپنی ہتھیلیوں پر آنسو بہاتی رہوں تو شاید میری قسمت بدل جائے۔" اس کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ اسے سننے کے لیے کان اس کے منہ کے پاس لے جانے پڑتے تو ثابت ہوا کہ وہ خود اپنے آپ سے بات کر رہی تھی۔

"میں اسے کبھی یہ بتا نہیں سکی کہ وہ مجھے کتنا اچھا لگتا ہے۔۔۔ اب اسے کون بتائے گا کہ امرحہ نے اسے کتنا پسند کیا' اتنا کہ میں نے اس کے پلٹ جانے پر اس کی پشت کو اوجھل ہو جانے تک دیکھا اور اس کے سامنے آنے پر میں نے اپنی نظر سے اس کی نظر اتاری۔۔۔ اگر وہ مجھے نہ ملا ہوتا تو مجھے یہ کبھی معلوم نہ ہوتا کہ خدا کی رحمت کیسے انسانی صورت مجسم ہوتی ہے اور اگر کرم اور مہربانی کی کوئی پہلی صورت ہے تو وہ اس جیسے انسان کی زندگی میں شامل ہونا ہے۔۔۔ اندھیروں پر قابض ہو جانے والا وہ روشن ستارہ جو طلوع ہوا کرتا ہے غروب نہیں۔

رات کو آنکھیں بند کرنے سے پہلے مجھے یہ منظر دیکھنا یاد رہتا ہے کہ کیسے وہ سر کو اٹھا کر قہقہے لگاتا ہے۔۔۔ مجھے دلی سکون ملتا ہے اس منظر کو دہرا کر جب وہ میرا ماسک اٹھانے جھکا تھا۔ جو مسکراہٹ اس وقت اس نے اپنے ہونٹوں پر سجا رکھی تھی' وہ ان جذبوں کو عطا کی جاتی ہیں جو اب ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔ اس مسکراہٹ سے میں اس کی مداح ہو گئی اور طلب گار بھی۔ میں اسے یہ بھی نہیں بتا سکی کہ وہ خاموش رہتا ہے تو گنگناتا ہوا لگتا ہے اور اگر وہ گنگنا لے تو ساری خاموشیوں کو جگاتا لگتا ہے۔ میں نے تو اسے کچھ بھی نہیں بتایا اور نہ اس نے مجھے سنا۔۔۔ اس نے اپنے کان ویرا کے منہ کے آگے کر دیے' کتنی جلدی میں تھا وہ بدہیت ہوتی ہے ایسی عجلت کہ مٹھی میں قید کر لینے والے مٹھی کھول دینے پر مائل ہوں۔"

اپنے وجود کو ساکت رکھے' دونوں ہاتھ گود میں رکھے اسے دیکھتے ولسن کی نظروں میں ترحم بڑھتا جا رہا تھا۔

"تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ وہ ایک دن خود تمہارے پاس آئے گا۔"

"مجھے بھی یہی خوش گمانی تھی۔"

"خوش گمان ہونا اچھا ہے' بجائے بدگمان ہونے کے۔۔۔ اپنے دل کو اور ہلکا کر لو۔۔۔ لیکن کہیں مت جاؤ۔"

جس حالت میں وہ بیٹھی تھی اسی حالت میں اٹھ کر

باہر آگئی۔

وقت کے ساتھ ساتھ محبت نے شدت اختیار کرلی تھی۔۔۔ ڈریگن پریڈ تک وہ کچھ اور تھی۔ اب کچھ اور تھی۔۔۔ چشمہ دریا بن چکا تھا اور دریا ایسے پانیوں میں گرتا تھا جس کی وسعت کی کوئی حد نہیں تھی۔

جو کچھ ان کے درمیان ہو چکا تھا وہ اب سے پہلے عام اور معمولی لگتا تھا۔ کہانی کا ایک المیہ حصہ۔۔۔ جو ہر قصے کہانی سے جڑا ہوتا ہے اور پھر سے سب خوش۔۔۔ اور اب جب واقعی عالیان کسی اور کے سپرد ہوا تھا تو سب خوش فہمیاں، غلط فہمیاں دور ہو گئی تھیں۔ سب اتنا آسان نہیں تھا۔ حقیقت، سوچوں اور اندازوں سے کہیں آگے کی چیز ہوتی ہے۔

اس نے ہاتھ میں پکڑے شاپر کو دیکھا۔ ”کیا وہ اتنے سے عالیان پر راضی ہو جائے گی۔“

”نہیں۔۔۔ ہاں نہیں۔۔۔“

خود سے کئی ہزار بار یہ سوال پوچھ چکے اور اس کا جواب جان چکے اور اپنا سب کچھ ہار چکے عالیان کو جیتنے کے لیے اس نے ایک آخری جوا بھی کھیل لینا چاہا۔

اس کے خاندان کو حسب نسب چاہیے تھا اور اسے وہ۔۔۔

خاندان کے نام پر اس کے پاس کچھ تو ہوگا۔۔۔ کوئی تو۔۔۔ اور نہ جانے وہ کوئی کتنا معتبر ہو کہ اعتراض کا سوال ہی نہ اٹھے۔

وہ ویرا کو ہاں کہہ چکا ہے تو نہ بھی کہہ دے گا۔۔۔ امرحہ کی ہاں کے بعد کسی نہ کی گنجائش نہیں رہے گی۔

اس نے کوٹ کی جیب سے فون نکالا اور کافی دیر تک اسے دیکھا۔ وہ پہلے بھی ایک بار اس نمبر پر فون کر چکی تھی۔ اسے کچھ نہیں بتایا گیا تھا، بلکہ الٹا انہیں یہ شک ہو گیا تھا کہ وہ صرف پیسوں کے لیے یہ ظاہر کر رہی ہے کہ وہ ان کی مدد بھی کر سکتی ہے۔

برننگ مین اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اسے یہ بتانے لگا کہ اب اسے ساری زندگی اسی کی طرح جلنا ہوگا۔۔۔ اور برننگ مین یہ نہیں جانتا تھا کہ آگ سے جل جانا جدائی کی آگ سے بہت کم تکلیف وہ ہوتا ہے۔

✡ ✡ ✡

نیو یارک سٹی کا مقامی ریسٹورنٹ ہے جس کی چھت کی زیبائش آنے والوں کو سر اٹھا کر دیکھنے پر مجبور کر دیتی اور جس کے سائے تلے بیٹھ کر کھانے میں وہ راحت محسوس کرتے ہیں۔ ہال میں پھیلی میزوں پر بیٹھے لوگ کھانے کو محبت اور نرمی سے برت رہے ہیں اور اپنے سامنے بیٹھے شخص کی آنکھوں میں دیکھنے کو پسند کر رہے ہیں۔ افراتفری کو وہ باہر چھوڑ آئے ہیں اور فرش سے چھت تک تنی شیشے کی دیواروں سے دکھائی دیتی نیویارک شہر کی روشنیوں کو اپنے ساتھ ساتھ، لیکن پس منظر میں رکھتے ہیں۔

وہ بلندی پر ہیں اور یہی تو انہیں پسند ہے۔

سامنے ہال کی اس دیوار کے سامنے جس پر مقامی مصور نے اپنا شاہکار ثبت کیا ہے کی دو فٹ اونچی ڈائس پر مائیک کے سامنے سفید فراک میں ملبوس وہ کھڑی ہے۔ ویرا۔۔۔

”میری شام بنام عالیان۔۔۔“ اس نے یہ فقرہ مسکرا کر کہا، لیکن وہ آواز کو زیادہ بلند نہیں کر سکتی اور اس نے اپنی نظریں میزوں پر سجی بلوری شمعوں پر بھٹک بھٹک جانے دیں۔

”پہلی بار میں تب چونکی تھی جب اسائنمنٹ بناتے میں تھک کر رک گئی، اور ہاتھ میں پکڑے پین سے میں نے عالیان لکھا اور پھر میں نے صفحے کو اس نام سے بھر دیا اور میں ذرا نہیں تھکی۔ اپنے علاوہ کسی اور کا نام لکھنا، یہ کام کرنا مجھے اچھا لگا۔ پھر جب وہ نوٹ پیڈ میرے لیے بے کار ہو گیا تو بس میں نے اس ایک صفحے کو نکال کر سنبھال لیا۔“

ریسٹورنٹ اپنے قیام کی سالانہ تقریبات کا ایک سلسلہ شام بنام منا رہا تھا اور وہاں موجود لوگوں سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس شخص کے نام کا اعلان کریں جو دنیا میں ان کے لیے سب سے زیادہ خاص ہونے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

ہے۔

"چند سالوں بعد مجھے اپنی اس حرکت پر ہنسی آئے گی۔ مجھے اب بھی آرہی ہے، لیکن مجھے اس ہنسی پر کوئی شرمندگی نہیں۔" کہہ کر وہ رک گئی۔ اسے اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اسے اچھے الفاظ کا استعمال کرنا چاہیے۔ اس نے سوچا۔

"میں زندگی میں اتنی پریکٹیکل رہی ہوں کہ مجھ میں وہ احساسات ہی کم ہونے لگے جو نان پریکٹیکل ہوتے ہیں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ میں ایسے شخص سے شادی کروں گی جو پاپا کی طرح کا ہوگا۔ شاید ہر لڑکی ہی ایسا چاہتی ہے۔ مجھے یقین تھا کہ میں کبھی اپنے پاپا جیسے انسان سے نہیں مل سکوں گی اور ابھی تک ملی بھی نہیں اور اب یہ اتنا ضروری بھی نہیں رہا۔ مجھے ذہانت سے لینا دینا تھا اور یہ عالیان کا میدان تھا، لیکن ایک دن ایسا ہوا کہ اس کی سائیکل کے پیچھے بیٹھے جب میں نے اسے پکڑنا چاہا اور پھر میں نے ایسا نہیں کیا، کیونکہ مجھے خیال آیا کہ وہ برا مان جائے گا اور اس خیال کے آتے ہی مجھے خبر ہوئی کہ مجھے اس کی یہ ہی بات اچھی لگتی ہے۔" وہ ہنسی اور رک گئی اور ہلکے سے گردن کو خم دیا اور ایسا کرتے اس کے کھلے بال لہرا گئے۔ آج اس نے ترچھی مانگ نکال کر سامنے سے بالوں کی لٹ کو اٹھا کر اسے بل دے کر چمک دار سنہری پن لگائی تھی۔ وہ وہاں اپنی ساری خوب صورتیوں اور مترنم اداؤں سمیت موجود تھی۔

"میں ابھی تک اس کی سب اچھی باتوں کی فہرست نہیں بنا سکی اور ایسا مجھے کرنا بھی نہیں۔" ہاتھ کو ہلکا سا لہرا کر اس نے ایسے اشارہ کیا کہ ہال میں ہلکی ہنسی کی آوازیں گونج اٹھیں۔

"میرا خیال تھا کہ وہ یونی میں بس ایسے ہی مشہور ہے جیسا کہ خوب صورت اور ذہین اسٹوڈنٹس ہو جاتے ہیں۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ ہر تیسری لڑکی کا اس پر کرش ہے اور ہر دوسری لڑکی خود کو اس پر کرش سے بچانا چاہتی ہے اور ہر پہلی لڑکی کے بارے میں، میں ابھی تک نہیں جان سکی کہ وہ کیا کرتی ہوگی۔"

ہال میں ہنسی پھر گونجی اور اس بار دیر تک گونجتی رہی۔ سب اسے توجہ سے سننے پر خوش تھے۔

"اور مجھے کبھی اس خبط کی سمجھ نہیں آئی۔ معلوم ہوا تو یہ کہ اس میں کچھ تو ہے، کچھ بہت زیادہ، جب اسے غصہ آتا ہے تو وہ گہرے سانس لیتا ہے اور سختی سے اپنا منہ بند کر لیتا ہے اور میرے نزدیک یہ ہی اصل طاقت ہے۔ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جو ایک انسان کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دینے کی طاقت رکھتے ہوں گے، لیکن ایسے کتنے لوگ ہوں گے جو زبان کو ہلانے کی معمولی، لیکن بے بس کر دینے والی قوت کو قابو میں رکھتے ہوں گے۔ میں نے جب جب اسے کچھ سنانا چاہا اسے ہمہ تن گوش پایا۔۔۔ اسے بدمزاج اور چڑچڑاتے نہیں دیکھا۔

ہاں اگر مجھے فہرست تیار کرنی ہی ہو تو میں اس کے اخلاق کو سب سے اوپر رکھوں۔ وہ مضبوط اعصاب کا مالک ہے۔ اگر میں ایک آئرن لیڈی ہوں، جیسا کہ میرے بارے میں کہا جاتا ہے تو میں اس کے سامنے خود کو صرف انسان محسوس کرتی ہوں۔ وہ وہی سانچہ ہے جو لفظ انسان پر پورا اترتا ہے۔ اس کی موجودگی میں وقت جلدی گزرتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں وقت کو اس تک لے جانے کی تمنا کی جاتی ہے۔ پاپا کہتے ہیں وہ انسان بلاشبہ خوش قسمت ہوتا ہے، جس کے گرد خاندان کا جھرمٹ سجتا ہے۔ میں اس میں اضافہ کرنا چاہوں گی کہ وہ خاندان خوش قسمت ہوگا جس کا جھرمٹ عالیان کے گرد سجے گا۔"

اس کی آنکھوں کی چمک اتنی بڑھ گئی تھی کہ عین اس کے سر پر لگے فانوس کی چمک کو ماند کرنے لگی تھی۔

"تو میں نے سوچنے میں زیادہ وقت نہیں ضائع کیا۔ اکثر لوگ کر جاتے ہیں نا اور میں نے اس چیز کا انتظار بھی نہیں کیا کہ وہ مجھ سے آکر کہتا۔ "آؤ مل کر زندگی گزاریں۔" مجھے اندازہ تھا کہ اب مشکل سے ہی وہ کسی سے یہ کہے گا۔ ایک بار کہہ کر اس کے ساتھ کافی برا ہوا تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے کہہ دیا۔ مجھے کہہ لینے دیں کہ میں خوش ہوں اور مطمئن بھی، کیونکہ

میری ماما نے ایک بار کہا تھا۔ "شادی اس انسان سے کرنا جس کی تمہیں نگرانی نہ کرنی پڑے۔" میں نے ابھی کہا کہ اس کے اخلاق کو میں سب سے اوپر رکھتی ہوں تو مجھے ایسے اخلاق کے حامل انسان کی نگرانی کی ضرورت کبھی پیش نہیں آئے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ان ہی لوگوں میں سے ہے' جو انسانوں کو استعمال نہیں کرتے' کیونکہ وہ انہیں کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ وہ جھوٹ بول لیتا ہے اور ایسے بولتا ہے کہ شہادتیں دیتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس سے مل کر میں نے ایک بات سیکھی کہ بہرحال یہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو کس قدر خوب صورت بنا سکتا ہے۔"

اسے تین منٹ کا وقت دیا گیا تھا جیسا کہ سب کو دیا گیا تھا' لیکن وہ بیس منٹ لے چکی تھی اور ابھی بھی بول رہی تھی۔ بولنے والا شخص خاموش ہونے کو تیار نہیں تھا' تو شہر کی روشنیوں کو پس منظر میں رکھ کر بیٹھنے والے لوگ اسے روکنے پر آمادہ نہیں تھے۔ وہاں اس شخص کا ذکر کیا جارہا تھا جس کے بارے میں بولتے اور سنتے وقت سے ٹھہر جانے کی گزارش کی جاتی ہے۔

مائیک کے پاس کھڑے اس کے گال گلابی ہوچکے تھے۔ اس نے محبت کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا اور کسے خبر تھی کہ اس نے یہ لفظ چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ وہ وہاں کھانا کھانے آئی تھی یہ سب کہنے نہیں' لیکن اگر کہہ دیا تو اچھا ہی کیا... شاید بہت اچھا کیا۔

☆ ☆ ☆

برننگ مین نائٹ ہے اور اس کے گرد ویرا گول گول گھوم رہی ہے۔ اس کی سماعتوں نے ہونی کی چاپ سن لی تھی اور اسے صاف صاف نظر آنے لگا کہ وہ کسی اور کی زندگی میں جارہا ہے۔

"یہ آنا اور جانا کبھی ان کے معاملے صدیوں میں طے ہوتے ہیں' کبھی پلوں میں۔"

وہ ایک مرد تھا اور اس پر یہ تصور گراں گزرتا تھا کہ اس کے سامنے اسے اپنا لینے کی خواہش کی جائے۔ یہ حق وہ اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ یہ رسم اسے ادا کرنی تھی۔ اسے یہ برا نہیں لگا کہ اس کا حق چھین لیا گیا بس وہ ششدر سا رہ گیا۔ کوئی اسے اپنا لینے کی بات کررہا ہے... امرحہ نہیں... بس کوئی... ہاں بس پھر وہ کوئی ہی ہو۔

وہ جانتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو اس موڑ پر لے آیا تھا جس پر وہ خود کو کسی اور کے حوالے کردینا چاہتا تھا اور دوسرے معنوں وہ کھیل ہی ختم کردینا چاہتا تھا۔ لیکن کھیل ختم نہیں ہورہا تھا... اسے ہر آواز بری لگ رہی تھی... ہر انداز برا اسے اچنبھا ہوا... برننگ مین جل رہا تھا اور اپنی ساری تپش اس کے اندر منتقل کررہا تھا۔

جس زمین پر وہ کھڑا تھا وہ زمین اسے کھسکتی ہوئی لگی۔ ویرا اس کے سامنے کھڑی تھی' لیکن اس منظر نے اس کا دل نہیں لبھایا۔ وہ جس کے سامنے کھڑا ہوا تھا' وہ منظر ماضی کے اوراق سے نکل کر اس کے سامنے داستان بنا کر کھڑا تھا۔

آگ سے بھرے میدان کے دائرے اس کے گرد کھنچ گئے اور لاتعداد گھنٹے اس کے سر پر بجنے لگے۔

"میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔" اس نے یہ بات سن لی تھی اور اسے یہ بات سنائی بھی نہیں دی تھی۔ یہ ایک انہونی کے ہوجانے کی سناؤنی تھی اور ایک اعلان بھی کہ جواہرات جڑے بیش قیمت آبخورے کے پیندے میں سوراخ ہوجائے تو پھر اسے یہ غرض نہیں رہتی کہ اس میں جواہرات محفوظ کیے جانے لگے ہیں یا کھنکتے سکے' وہ تو بس اتنا جان لیتا ہے کہ وہ "جام طہور" ہونے کا فخر کھوچکا ہے اور یہ ہی اعلان اس صداقت کی طرف نشاندہی کرتا ہے کہ جب پریم جل سے لبالب ہوئے پیالا دل کے ساتھ یہ ہوتا ہے تو اسے یہ فکر نہیں رہتی کہ اس نے کیا کھو کر اب کیا ہونے کا اعزاز پالیا ہے۔

اس کا دل اپنا فخر کھونے جارہا تھا اور یہ کیفیت بہت ہیبت ناک ہوتی ہے۔ دل میں پہلی بار آنے والے کو ہم آخری سانس کے بعد بھی نکالنا نہیں چاہتے۔ اس عہد کو کر کے توڑنا ہی نہیں چاہتے۔ اپنا آپ بے معنی اور

بو دا لگنے لگتا ہے' کیونکہ ہمارا دل پڑھی جانے والی کہانی کا کوئی کردار نہیں ہے' جسے پڑھتے پڑھتے اس پر لعن طعن کی جاتی ہے اور اس پر دو حرف بھیج کر ساری ہمدردیاں باوفا پر لٹا دی جاتی ہیں۔ دل اپنی کہانی قاری بن کر پڑھ ہی نہیں سکتا اور اگر ہم کسی ناقدرے کو سزا دینا چاہتے ہیں تو بہت جلد یہ جان لیتے ہیں کہ سزا تو ہم نے اپنے لیے تجویز کرلی اور تکلیف سب سے زیادہ ہم بھگت رہے ہیں۔ ناقدرا اور ناشکرا ہی سہی اس کے آگے پیچھے محبوب کا لفظ لگتا ہے اور یہ وہ لفظ ہے جس کے وزن پر کوئی دوسرا لفظ پورا اترتا ہے نا آدھا۔

اس نے اپنی ماں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ کسی اور کو اپنی زندگی میں شامل کرتی تو اس کے ساتھ ایسا نہ ہوتا۔ امرحہ پر یہ الزام لگایا کہ وہ ولید البشیر جیسی ہے اور خود اپنے بارے میں فیصلہ اسے اب کرنا تھا۔

اب وہ کیا چاہتا ہے۔"ویرا..."

اس نے اس کے ہاتھ کو نرمی سے چھوا... "جواب کے لیے اصرار نہ کرو... مجھے وقت دو..."

"جتنا چاہے وقت لے لو صرف اتنا بتا دو کہ میں تمہیں اچھی لگتی ہوں؟" وہ اس کے سامنے بیٹھ کر معصومانہ انداز میں کہنے لگی۔

وہ بہت پیاری تھی... پر خلوص اور معصوم... اگر وہ ویرا نہ ہوتی تو اس کے لیے وہی امرحہ ہوتی۔

"ہاں... تم بہت اچھی لگتی ہو مجھے۔" اس نے خوش دلی سے کہا اور وہ اتنی زیادہ خوش ہوئی کہ اسے حیران کردیا۔ وہ اتنی چھوٹی سی بات پر اتنی خوش ہوگئی تھی اور امرحہ اتنی اہم بات سن کر مسکرا بھی نہیں سکی تھی۔ وہ ویرا کے لیے اتنا اہم تھا اور امرحہ کے لیے اتنا غیر اہم... اسے اس کی دوستی کی ضرورت تھی اور وہ اسے ایک اچھا دوست بنا کر نہیں رکھ سکی تھی۔ اس نے ویرا کی طرف دیکھا' جو کھڑے ہو کر سیب کی تالیوں کا جواب خود بھی تالیاں بجا کر دے رہی تھی' سر ہلا کر بے طرح مسکرا رہی تھی۔

جسے زندگی میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے' اس کے لیے ایسے ہی مسکرانا چاہیے... پہلے اس پیغام کو عزت دی جانی چاہیے' پھر اس قبولیت کا احترام کرنا چاہیے۔ اس پر بہت سے ادراک ہو رہے تھے۔ اسے ان پر کان بھی دھرنے چاہیے تھے اور پھر فیصلہ کرنا چاہیے۔

لیکن جو فیصلہ بے اختیاری میں ہوتا ہے اس میں ایسا کیا ہوتا ہے جو اختیاری فیصلے میں نہیں ہوتا۔

اس نے گھوم کر چاروں اطراف نظر ڈالی اور اس کی ساری دلچسپیاں ہی ختم ہوگئیں۔ ہر طرف اسے ایک ہی چیز نظر آئی' آگ...

"برننگ مین خوش قسمت ہے' وہ کتنی آسانی سے ختم ہو رہا ہے۔"

ویرا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ میں نرمی تھی' پھر بھی اس کے وجود پر پہاڑ آگرا۔ وہ ویرا کی ساری خوبیوں کا معترف تھا' پھر بھی اس نے بھاگ جانا چاہا۔

وہ ایک خوب صورت لڑکی تھی' اس پر مسکراہٹ بجتی تھی۔

وہ ایک خوب صورت مرد تھا' وہ اپنی مسکراہٹ گنوا رہا تھا۔ یہ اگلی رات ہے... وہ ہارٹ راک کے اسٹور میں بند ہے۔ زمین پر بیٹھا ہے۔ اس نے اپنی ماں کو اندھیرے میں موجود پایا... ایسا اس نے خود چاہا اور اس نے اس سے کئی سوال کیے۔

"یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کہ میں آپ کا خون ہوں یا اس لیے کہ قدرت کا آپ سے انتقام ابھی پورا نہیں ہوا؟" اس نے آواز سے الفاظ ادا کیے۔

ڈی جے کے Mash up کی آواز اس کے الفاظ سے زیادہ پر اثر نہیں تھی۔

"میں ایک انسان ہوں ماما! اور میں سب کچھ ٹھیک ٹھیک نہیں کر سکتا۔ جو مجھے ٹھیک لگ رہا ہے ہو سکتا ہے وہ غلط ہو' اور جو غلط ہے وہ ٹھیک ثابت ہو جائے۔ میں خود کو کتنا بھی عقل مند سمجھوں' مجھے یہ یاد رہتا ہے کہ بہت سے معاملات میں عقل کا عمل دخل ہوتا ہی نہیں ہے۔ میرے دل کے ایک حصے میں یہ بات نقش تھی کہ آپ نے بے وقوفی کی۔ اب میرا یہ دل مجھے یہ یاد دلاتا ہے کہ میں بے وقوفی کر رہا ہوں... لیکن کہاں

اور کیا مجھے ٹھیک سے اندازہ نہیں ہو رہا۔ میں آپ کے ماضی میں جینے لگا ہوں اور میرا حال ماضی بن رہا ہے۔

میں زندگی میں دوبار انتہائی تکلیف سے گزرا' جب آپ کو سرد ہوتے دیکھا اور ایک تب جب امرحہ کے دل کو اپنے لیے سرد پایا۔ اس دوسری تکلیف نے مجھے پہلی تکلیف بھلا دی۔ میں آپ کی اور اپنی محبت میں پھنس گیا ہوں۔ آغاز میں نہیں۔ انجام میں... سائی کہتا ہے کہ میں نے امرحہ کو معاف نہیں کیا... میں نے معاف کر دیا ہے... لیکن آگے کیا۔

اب میں اس پر سوچ رہا ہوں کہ آگے کیا؟ ایک پر خلوص دل ویرا کو مایوس کر دوں یا ایک سخت دل امرحہ کے لیے خود کو تنہا کر لوں... یہ ایسے بھی ہے کہ میں ایک ایسے دل کے پیچھے بھاگوں جو مجھے ضمانت کے طور پر چند لفظ بھی نہیں دیتا۔ سائی کہتا ہے کہ یہ اس کی روایات ہیں جو وہ ایسے پابند ہے... تو ماما ایک انسان جس کی چاہت میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اپنے جذبے کو روایات سے اوپر لے جائے۔

کیا ایک انسان ہر شے سے بلند نہیں رکھا جا سکتا... کیا ایک انسان کو ارفع بنانے کے لیے اس طاقت' محبت کا استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ کیا ایک انسان کو انسان ہونے کی حیثیت سے برتا نہیں جا سکتا۔ ایک انسان کتنا قیمتی ہے' یہ مجھ سے زیادہ کون جان سکتا ہے جس نے آپ کو کھو دیا' جو اپنا آپ کھونے جا رہا ہے۔

کیا آپ کے محبت سے لبریز دل کے مقابلے میں کائنات کی کوئی چیز ٹھہر سکتی ہے۔ اور کیا یہ کہا نہیں جاتا کہ جس نے ایک انسان کو پا لیا اس نے سب پا لیا۔ تو کیا میں وہ انسان نہیں ہوں جسے پا کر سب پا لیا جائے' میں امرحہ کے لیے یہ انسان کیوں نہیں ہوں؟

☆ ☆ ☆

"سائی دوبار گھر آ چکا ہے تم کہاں تھیں؟" اس کی شکل دیکھتے ہی سادھنا پوچھنے لگی۔

"میں جاب پر تھی۔"

"آج چھٹی ہے اور تم صبح ہی گھر سے نکل گئیں کہاں گئی تھیں تم؟"

"ایسے ہی خریداری کرنے؟" وہ نشست گاہ کے سامنے کھڑی تھی۔

"اتنی صبح؟"

"اتنی بھی صبح نہیں گئی تھی۔"

"اپنے کمرے کی کھڑکی سے میں نے تمہیں جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا' میں آریان سے بات کر رہی تھی۔"

"کیسا ہے آریان اب؟"

"سائی کہہ رہا تھا وہ اسٹور بھی گیا تھا۔ تم وہاں بھی نہیں تھیں' وہ بہت پریشان تھا۔"

"میری فون پر اس سے بات ہو چکی ہے۔"

"میں نے اس سے پوچھا کہ تم دوبار آ چکے ہو' فون پر امرحہ سے رابطہ کیوں نہیں کرتے تو وہ خاموش رہا... وجہ کچھ اور ہے نا؟"

"بس ایسا ہی پاگل سا ہے وہ۔" وہ چلتی اپنے کمرے تک آ گئی' پیچھے پیچھے ہی سادھنا تھی۔ امرحہ نہیں چاہتی تھی کہ سادھنا اس کے کمرے میں آئے۔ اس کے کمرے کی حالت کچھ ایسی اچھی نہیں تھی۔

"تم کہیں جا رہی ہو؟" کمرے میں آتے ہی سادھنا کی نظر بیڈ پر رکھے سوٹ کیس پر گئی۔

"نہیں... اب نہیں۔" جوتوں کا شاپر اس نے ایک طرف رکھ دیا۔

سادھنا نے ایک سوٹ کیس اٹھا کر دیکھا۔ "یہ کافی وزنی ہے۔"

"ان میں فالتو کا سامان ہے میں چیریٹی کے لیے دے رہی ہوں۔"

"یہ دو اتنے بڑے سوٹ کیس... چیریٹی؟"

"ہاں..." جھوٹ بولتے وہ ذرا نہیں گھبرائی۔

"تم کچھ چھپا رہی ہو امرحہ؟" وہ اس کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔

"نہیں سادھنا! میں کچھ نہیں چھپا رہی۔" خود کو بہت پر وقار بنا کر اس نے کہا۔

"پھر کیا کرتی پھر رہی ہو... اتنی صبح کیوں نکلی تھیں تم گھر سے؟"

"اپنے لیے نکلی تھی۔ اپنے خاندان کے مان سمان کے لیے۔" اس کا انداز تلخ ہو گیا۔

"کچھ ہوا ہے کیا۔" سادھنا چونک گئی۔

"کچھ کیا؟"

"تمہاری آنکھیں سرخ ہیں اور تمہارا چہرہ..."

"ماتم زدہ!" وہ طنزیہ ہنسی۔ "ہاں ایسا ہی ہے۔" کہتے اس نے نظریں نہیں چرائیں۔ "تم کچھ اور تو نہیں دیکھ رہیں سادھنا؟"

"کچھ اور..." سادھنا کی پیشانی کی کھال سمٹ گئی۔

"کیا میں تمہیں بدلی بدلی جرات مند نہیں لگ رہی؟"

"نہیں... تم مجھے نڈر لگ رہی ہو۔" اس کے چہرے کے عضلات سکڑ گئے۔

"ایک ہی بات ہے۔" امرحہ بیٹھ کر اپنے جوتے کے تسمے کھولنے لگی۔

"نہیں... جرات مند بہادر کو کہتے ہیں اور نڈر نہ ڈرنے والے کو... بے حس کو بھی..." تسمے کھولتے امرحہ کے ہاتھ رک گئے۔ "تم نے کس کتاب میں نڈر کو بے حس پڑھا ہے؟" تسموں کی گرہ کھولنے کے بجائے اس نے گرہ لگا دی۔

"اپنی زندگی کی کتاب میں..." سادھنا نے دیکھ لیا کہ اس نے گرہ لگا دی۔

امرحہ سر اٹھا کر سادھنا کو دیکھنے لگی۔ "تم نہیں سمجھو گی۔"

"میں نے بھی اپنی بہن سے یہ ہی کہا تھا۔" تسموں میں ایک اور گرہ لگ گئی۔

"کیا وہ عالیان ہے؟" دوسری گرہ لگتی بھی سادھنا نے دیکھ لی تھی۔

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ "کیا تمہیں عالیان پسند نہیں؟"

"میرے بیٹے کو زندگی دینے والے فرشتوں میں سے ایک وہ بھی ہے' وہ مجھے کیوں پسند نہیں ہو گا۔"

"تو تم نے سوال ایسے کیوں کیا' جیسے تمہیں اعتراض ہو۔"

"ہمیں ہی تو اعتراض نہیں ہوتا امرحہ..."

سادھنا اتنی ذہین ہو گی امرحہ کو اندازہ نہیں تھا۔ ایک لفظ "ہمیں"... میں ساری بات سمیٹ دی۔ پوری توجہ اس نے تسمے کھولنے میں لگا دی اور اٹھ کر وارڈروب تک آئی' لیکن پھر یہ سوچ کر نہیں کھولی کہ خالی وارڈروب سادھنا نے دیکھ لی تو مزید سوال کرے گی۔

"مجھے کوئی تو جواب دو۔" وہ دونوں ایک ہی خطے سے تھیں اور سادھنا اپنی طرف سے اسے وہ سب سمجھانا چاہ رہی تھی جو خود اس نے بعد میں سمجھا تھا۔

"مجھے اعتراض نہیں ہے سادھنا... اور میری بلا سے ساری دنیا کو ہو... تھوڑا بہت اگر عالیان کے آگے پیچھے کا پتا چلے تو ٹھیک' ورنہ اب مجھے کوئی پروا نہیں۔ مجھے اپنے دل کے سوا کسی کی بھی پروا نہیں۔ میں نے دیکھ لیا ہے اسے کھو کر کیسا لگتا ہے اور اس احساس کے ساتھ جینے کی مجھے کوئی خواہش نہیں' میری آنکھوں سے دیکھو مجھے اس کے علاوہ اب کوئی نظر نہیں آرہا' میں پہلے ہی بہت برا کر چکی ہوں' پھر نہیں کروں گی۔"

"تم نے اپنے دادا سے بات کی۔" سادھنا کو سن کر حیرت نہیں ہوئی۔

"کی تھی اور جواب وہی آیا جس کی توقع تھی' انہیں ایک اچھے انسان سے مطلب نہیں ہے' انہیں ایک اچھا خاندان چاہیے۔" تیز آواز میں کہہ کر وہ واش روم میں چلی گئی' تاکہ سادھنا کمرے سے چلی جائے۔

وہ زبان سے کہہ رہی تھی کہ وہ بہادر ہو گئی ہے اور واش روم میں وہ پسینہ پسینہ ہو رہی تھی۔ فون کرنے سے پہلے اس نے اپنے دماغ کو سلا دیا تھا۔ اس سے پہلے بھی جب اس نے فون کیا تھا تو وہ گھبرا رہی تھی۔

"ہیلو... ہاں... جی... نہیں میں اپنا نام نہیں بتاؤں گی۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ مارگریٹ کی اولاد کے بارے میں کون معلوم کرنا چاہتا ہے؟"

"تمہیں اس بارے میں فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔" کھردرے انداز سے کہا گیا۔

"اگر مجھے کچھ معلومات مل جائیں تو شاید میں کچھ

کر سکوں۔" اس نے بات بنائی۔
"پیسے دیے جائیں گے معلومات نہیں۔"
"میرا صرف ایک سوال ہے... کون ہے جو یہ سب جاننا چاہتا ہے... مارگریٹ کا شوہر؟"
تھوڑی دیر خاموشی رہی اور پھر فون بند کر دیا گیا۔ اس نے لوکل فون بوتھ سے فون کیا تھا۔ لیکن اس بار اس نے اپنے موبائل سے فون کیا تھا۔
"میں بتانے کے لیے تیار ہوں... لیکن اس کے فوراً بعد مجھے بتایا جائے گا کہ کون یہ سب معلوم کرنا چاہتا ہے؟"
کچھ دیر خاموشی رہی، پھر اسے ہولڈ کروایا گیا۔
"ٹھیک ہے۔"
"عالیان مارگریٹ، اسٹوڈنٹ آف مانچسٹر یونیورسٹی، ایم بی اے، رہائش Anselm ہال۔"
وہ روانی سے بول گئی کہ مبادا وہ اپنا ارادہ ہی بدل دے۔
"اب مجھے میرے سوال کا جواب دیں۔" خوف نے یک دم اس کے گرد گھیرا تنگ کر دیا۔
"عالیان کا باپ۔" کہہ کر فون بند کر دیا گیا۔
اس نے بہت پرسکون سانس لی، اس کے دل کا سارا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا۔
اب اس کا باپ غیر مسلم ہو تو بھی وہ موجود تو ہو گا۔ اس پر موجود سوالیہ نشان تو مٹے گا، وہ دادا کو منانے کی کوشش کرے گی کہ وہ ایک مسلمان سے شادی کرنے جا رہی ہے۔ باقی کی گنجائش اگر نہیں بھی نکلتی تو اب وہ اس بارے میں نہیں سوچے گی۔ بہت سوچ لیا، بہت رو لیا اور یک دم سے اسے خیال آیا کہ اسے معلوم ہوا تھا کہ عالیان کے کاغذات میں دو مذاہب لکھوائے گئے تھے۔ ایک مذہب اسلام تھا۔ یعنی اس کا باپ مسلمان ہی تھا۔ اس سوچ نے اسے اور ہلکا پھلکا کر دیا۔ اس نے اپنا دماغ منفی سوچوں سے آزاد کر دیا اور اپنا سامان کھول دیا۔

✡ ✡ ✡

ویرا نیویارک اپنے بھائی کے پاس آئی تھی۔
ایلسکی نے درمیانے درجے کی ایک فلم میں پوسٹ پروڈکشن کا کچھ کام کیا تھا اور اب اس فلم کا پریمیر تھا۔ روس سے اس کے ماما، پاپا بھی آئے تھے۔ پریمیر رات کو تھا اور شام کو وہ پاپا کے ساتھ نیویارک کی سڑکوں پر چہل قدمی کر رہی تھی۔
"تمہارے نیویارک آنے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔" انہوں نے ویرا کا ہاتھ اپنے بازو کے خم میں دیا اور اس کے چہرے پر دبے دبے اس جوش کو جانچا جس کے لیے وہ انہیں چہل قدمی کے لیے لائی تھی۔
"میں ایلسکی کے لیے آئی ہوں اور آپ سے ملنے بھی..."
"تم کرسمس کی چھٹیوں کے لیے پیسے اکٹھے کر رہی تھیں، اس ملاقات پر وہ پیسے ویسٹ کر دیے؟"
"میں اتنی بھی کنجوس نہیں پاپا۔"
"تم اتنی بھی شاہ خرچ نہیں ویرا۔"
"میں آپ کو یاد کر رہی تھی... ملنا چاہتی تھی آپ سے۔" ان کے بازو کو تھامے وہ پوری ان کے ساتھ چپک گئی۔
"جب جب تم مجھ سے یہ کہتی ہو مجھے محتاط کر دیتی ہو، ایک سال اور چند ماہ پہلے یہ تم نے تب کہا تھا جب تمہیں مانچسٹر جا کر پڑھنا تھا۔"
"مانچسٹر جا کر پڑھنے کا فیصلہ غلط تو نہیں تھا۔"
"نہیں... لیکن روس میں سب ہے... یونیورسٹی بھی..."
"میں نئے ماحول میں آنا چاہتی تھی... نئے لوگوں سے ملنا چاہتی تھی۔"
"امرحہ سے... کارل سے... عالیان سے؟"
"بالکل... مجھے ان سب سے مل کر بہت اچھا لگا... یہ روس میں مجھے نہ ملتے۔"
"روس میں جو روسی تم سے ملتے، وہ ان سے برے نہ ہوتے۔" رک کر انہوں نے ویرا کو جتایا۔
"آپ ہمیشہ اسی ایک بات کا ثبوت کیوں دیتے رہتے ہیں کہ آپ بہت محب وطن ہیں۔"

"میں ہوں۔۔۔ اور اس میں کیا برا ہے۔۔۔ ہر انسان کو اپنی سرزمین سے محبت کرنی چاہیے اور اس کی حمایت کرتے رہنا چاہیے' اپنی اولاد کے سامنے تو خاص کر۔۔۔"

"محب وطن ہونے کے ساتھ محب دنیا بھی تو ہونا چاہیے نا پاپا۔ اس دنیا کا بھی کچھ حق ہے ہم پر۔۔۔"

"تمہارا نکتہ کافی اہم ہے اور مجھے پسند بھی آیا اور مجھے یہ خیال بھی آرہا ہے کہ یہ محب دنیا کا فلسفہ تم نے مانچسٹر آکر سیکھا ہے۔" اپنے بازو کے خم میں موجود اس کے بازو کو اپنے دوسرے ہاتھ سے تھپک کر انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"کسی سے ملوانا ہے آپ کو۔" اس نے ایک دم سے کہہ دیا۔

"میری کچھ کچھ سمجھ میں آرہا تھا۔" انہوں نے سر ہلایا۔

"کیسے؟" وہ ہنسی۔

"تم مجھے بار بار یہ کہتی تھیں کہ تم پڑھ پڑھ کر تھک چکی ہو' تمہاری آنکھوں کے گرد جھریاں نمودار ہونے لگی ہیں۔ دوسرے معنوں میں تم بوڑھی ہو رہی ہو۔ کتابوں کے صفحات پڑھ پڑھ کر تم اوبنے لگی ہو اور زندگی کو بس درس گاہوں تک ہی تو نہیں رہنا چاہیے نا۔"

وہ زور سے ہنسی۔۔۔ "یہ سب میں مذاق میں کہتی رہی ہوں۔"

"لیکن میں سنجیدگی سے سنتا رہا ہوں' تو تمہیں شادی کرنی ہے؟"

"نہیں کرنی چاہیے؟"

"ضرور کرنی چاہیے۔"

"آپ نے پوچھا نہیں کون ہے وہ؟"

"پوچھنا نہیں' ملنا چاہتا ہوں۔"

"پھر بھی۔۔۔"

"ضرور پوچھ لیتا اگر تمہیں نہ جانتا۔۔۔ کافی عقل مند ہو تم' بے وقوفی تو نہیں کی ہو گی۔"

"وہ بہت ذہین ہے۔"

"اوہ تو مسئلہ ذہانت ہے۔۔۔ شادی کر کے مات دینا چاہتی ہو اسے۔۔۔ ایسے ہراؤ گی اسے؟"

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے اس کی شرافت پسند ہے۔"

"کتنے شریفوں سے مل چکی ہو جو اس کی شرافت کو اولین کر رہی ہو؟"

"آپ جانتے نہیں کتنا سفر کر چکی ہوں میں دنیا کا۔"

"تو تم نے اپنے تجربے کی بنیاد پر اسے چُنا؟"

"میں اس کا فیصلہ نہیں کر سکی۔" اس نے جھوٹ نہیں بولا۔

"کب آنا چاہتی ہو گھر؟"

"ڈگری لینے کے بعد۔۔۔ اس کا نام عالیان ہے۔"

"اوہ۔۔۔ عالیان۔۔۔ میں اسے جانتا ہوں۔۔۔ میری بیٹی ویرا اکثر اس کا ذکر کرتی ہے۔"

ویرا دل کھول کر ہنسی اور ان کے کندھے پر اپنا سر رکھ دیا۔ "میں اکثر سب کا ہی ذکر کرتی ہوں پاپا۔"

"شہو۔۔۔ مجھے اپنی یادداشت کھنگال لینے دو' میری بیٹی' ویرا نے اس کے بارے میں کیا' کیا کہا ہے۔" انہوں نے اپنی کنپٹی کو مسلا۔

"کل عالیان کی برتھ ڈے ہے اور میں پچھلے پندرہ دنوں سے مالز کی خاک چھان رہی ہوں اور کوئی ایک بھی تحفہ دریافت نہیں کر سکی جو اسے پسند آسکے' تو آخر میں کیا کروں۔۔۔ میں پھر سے مال جا رہی ہوں۔" انہوں نے ویرا کے انداز کی نقل اتاری۔

"پاپا!" وہ اور ہنسنے لگے اور زیادہ شدومد سے کنپٹی مسلنے لگے اور ویرا نے ان کے ہاتھ کو سختی سے اپنے ہاتھ میں بھینچ لیا۔

"عالیان کو ساتھ لے آتیں۔"

"اس نے کہا' وہ اپنی کلاس نہیں چھوڑ سکتا۔"

"تو امرحہ کو ہی ساتھ لے آتیں۔ مجھے اس سے باتیں کرنی تھیں بہت ساری۔"

"اس نے بھی کہا کہ وہ اپنی کلاس نہیں چھوڑ سکتی۔"

"دونوں نے ایک ہی بات کہی۔۔۔ دونوں بہت اچھے دوست ہیں نا؟"

"تقریباً"۔۔۔ امرحہ نے یہ بات عالیان سے سیکھی ہے۔"

"اور اس پر سختی سے عمل بھی کرتی ہے؟" رک کر انہوں نے ویرا کو دیکھا اور ویرا نے اپنی گردن ان کے شانے سے ہٹالی۔

☼ ☼ ☼

رات کو اس نے اپنے لیے کافی بنائی اور کمرے میں جاکر اسے یاد آیا کہ مگ وہ کچن میں ہی بھول آیا ہے۔ پھر کچن سے مگ لاکر سامنے رکھ کر وہ اسے پینا بھول گیا۔ پھر وہ بلاوجہ ادھر ادھر ہال میٹس کے کمروں میں چکر لگاتا رہا۔ کچھ اسے بیٹھنے کے لیے کہتے تو وہ کمرے سے ہی باہر چلا جاتا۔

دوبارہ اس نے اپنا بستر ٹھیک کیا' تکیے سیٹ کیے اور لیٹ کر کتاب پڑھنے لگا پھر اس نے اس فلور میں جانے کا فیصلہ کیا جہاں ہفتہ وار خود ساختہ تھیٹر لگا تھا' اتوار کی رات تھی اور کارل اور شاہ ویز مل کر پروفیسرز اور فریشرز کی نقل اتار رہے تھے۔ وہ کوریڈور کے آخری سرے پر اپنے ڈرامے کر رہے تھے اور باقی لیے کوریڈور میں ہال میٹس کرسیوں پر بیٹھے تھے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہے تھے۔ درمیان درمیان میں شاہ ویز زنانہ کپڑے بھی پہن لیتا اور کسی لڑکی فریشر کا کردار نبھاتا' کارل نے اسے بھی گھسیٹا۔

"کہاں تھے تم۔ کب سے بلا رہے تھے تمہیں۔"

"پڑھ رہا تھا۔" اس نے جھوٹ بولا۔

"چلو پروفیسر oops set کو بہت دنوں سے ہم یاد کر رہے ہیں۔"

اپنے ذہن کو بہلانے کے لیے وہ پروفیسر اوپس سیٹ بن کر کھڑا ہو گیا۔ آنکھوں پر چشمہ لگالیا۔ بالوں کو پانی لگا کر سر پر جمالیا اور ذرا سا کب نکال کر سر کو کھجانے لگا۔ دس اسٹوڈنٹس سامنے بیٹھ گئے۔

موبائل "Oops-oops-pick up the Call" کی مضحکہ خیز ٹون کے ساتھ بجا۔ پروفیسر اچھی طرح جانتے تھے کہ یونی میں انہیں کیا کہا جاتا ہے۔ ٹون کی آواز پر گردن کو جھٹک کر انہوں نے ایسے تاثرات دیے جیسے کسی نے پیچھے دبے پاؤں آکر ان کی کنپٹی سے گن لگادی ہو "فریز پروفیسر" اور پروفیسر فریز۔ حرکت کا سوال ہی نہیں۔

"کس کا فون ہے یہ۔" ہلے بغیر کہا گیا۔

ایک لڑکی (شاہ ویز) نے ہاتھ اٹھا کر ذرا دور بیٹھے لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ "اس کا پروفیسر" اس تیسرے لڑکے نے چوتھے کی طرف اور یوں دس لوگوں کے بیس بازوؤں کا جال بن گیا ہے جس میں پروفیسر الجھ گئے۔ فون ابھی بھی بج رہا ہے۔

ہر ایک ہاتھ کے بلند ہونے پر پروفیسر تاثرات کا مظاہرہ کرتے وہ سب کے پیٹ میں بل ڈال دیتا اور آخر میں ایک لڑکی "کاکروچ" جیسی بلا کو میز پر دیکھ کر ایسے چلاتی ہے کہ پروفیسر کلاس سے باہر پائے جاتے ہیں۔ کوریڈور میں بیٹھے وہ سب اپنی اپنی کرسیوں سے نیچے لڑھک چکے تھے۔

پروفیسر صاحب کے ساتھ وہ اس طرح کے (Oops) کئی بار کر چکے تھے۔

"آج تمہاری پرفارمنس ہی لاجواب تھی یا خود بھی اپ سیٹ ہو۔"

"میں ٹھیک ہوں۔"

"تم مجھے اپنے ٹھیک ہونے کے بارے میں مت بتایا کرو۔ ویسے میرا خیال تھا ویرا مجھے پسند کرتی ہے۔" کارل نے کوریڈور کی دیوار کے ساتھ کمر ٹکائی اور ہاتھ باندھ لیے۔ کارل بہت سی لڑکیوں کے بارے میں یہ دعوا کرتا تھا کہ وہ دل ہی دل میں اسے پسند کرتی ہیں اور کچھ وقت بعد جب وہی لڑکی کسی بھلے انسان کے ساتھ دکھائی دیتی تو کارل کہتا کہ اس نے مجھے پروپوز کیا تھا لیکن مجھے اس کی نیلی آنکھیں پسند نہیں تھیں تو انکار کردیا۔ بلکہ اکثر ہال میٹس یا کلاس فیلوز اسے بتاتے کہ کارل وہ جو سبز آنکھوں والی معصوم سی لڑکی جس کا تم پر کرش تھا نا' وہ آج فلاں ریسٹورنٹ میں ایک

ہینڈسم لڑکے کے ہاتھ سے اپنی انگلی میں انگوٹھی پہنتے پائی گئی ہے۔ افسوس اسے یہ کام بجھے دل کے ساتھ کرنا پڑا جبکہ وہ تو تمہیں پسند کرتی تھی۔"

"تو تم ویرا کو پسند کرتے ہو؟" عالیان اس کی تاریخ جانتا تھا اسے چڑا رہا تھا۔

"میرا دماغ تھوڑا بہت کام کرتا ہے بڈی۔" وہ فی الحال چڑنے والا نہیں تھا۔

"ویرا کا بھی تھوڑا بہت کام کرتا ہے نا بڈی۔!"

"تمہاری ناک توڑ دوں گا میں۔" اس نے گھونسا تان کر کہا۔

"پھر بھی لڑکیاں تمہیں پروپوز نہیں کریں گی۔" اپنے ہاتھ کے گھونسے سے عالیان نے اس کے گھونسے کو روکا۔

"کیونکہ ان کی نظر کمزور ہے' انہیں لگتا ہے کہ تم کوئی شہزادے وہزادے ہو۔"

"شاید۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کی عقل کمزور نہیں ہے' انہیں یقین ہے کہ تم کوئی شیطان ویطان ہو۔"

"زیادہ اچھلو مت' تم میں صرف ایک خوبی ہے کہ تم سگریٹ نہیں پیتے اور لڑکیوں کو سگریٹ سے نفرت ہوتی ہے۔"

"اور تم میں صرف ایک خرابی ہے کہ تم سگریٹ کے ساتھ ساتھ خون بھی پیتے ہو۔"

"تم بچ گئے ہو۔ ابھی تمہارا خون پینا ہے۔" اس نے اس کی گردن کو دبوچا۔

"فرشتے کا خون تمہیں بدہضمی کردے گا۔ ہضم نہیں ہوگا تمہیں۔" عالیان نے اپنی گردن اس سے دور کی۔

"فرشتے تو فرشتوں کا خون پیتے نہیں تو یہ کام مجھے ہی کرنا ہے اور میں اسے ہضم بھی کروالوں گا۔ اور سنو دی اینجیل! اگلے ہفتے دوالوؤں کے ساتھ ریس ہے' انعامی رقم پچیس پونڈ میں نے طے کروائی ہے۔" اس نے آنکھ ماری۔

ساری یونی جانتی تھی کہ وہ کیسے اسٹوڈنٹس کو بھڑکاتا تھا پھر انہیں مقابلہ کرنا ہی ہوتا تھا۔ یعنی ہر صورت مقابلہ ورنہ ان کی غیرت کی موت۔

"ہاں ایک اور بار میں تمہارا اور ویرا کا بریک اپ بھی کرواسکتا ہوں' تمہیں یاد ہے نا تم نے میرے کتنے بریک اپس کروائے تھے۔"

کارل کہہ کر دوبارہ سے تھیٹر کی طرف لپکا' عالیان کے تاثرات ایک دم سے بدلے۔ کارل نے مذاق کیا تھا لیکن اسے وہ ہتک یاد آگئی تھی جو ہارٹ واک میں اس کی ہوئی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں آگیا۔

"امرحہ۔ وہ کون ہے۔ میں اسے نہیں جانتا۔"

پھر سے پرانی تکرار۔ جب انسان کا دل ٹوٹ جاتا ہے تو ان ٹکڑوں میں جابجا خوف' وہم' بے اعتباری قابض ہوجاتی ہے۔ درزوں اور درازوں میں۔ پھر یہ درزیں پہاڑ بننے لگتی ہیں اور پھر ان پہاڑوں کو سر کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔

اب اسی وقت وہ خود کو ان پہاڑوں میں گھرا پا رہا تھا' اور ان پر "ویرا" نام کی صدا لگا رہا تھا جو پلٹ کر "امرحہ" کی صورت آرہی تھی۔

ایک دروازہ اس نے اپنے اندر کھلتے پایا کہ وہ ویرا میں کتنے بھی پلس پوائنٹس نکال لے' ایک پوائنٹ فی الحال شاید کبھی ان میں شامل نہیں ہوسکے گا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

اس نے خود کو وقت دیا۔ جلد بازی ہتک نہیں ہوگی۔ اور آخری بار جب وہ اس کے پاس آئی تھی تو اس کے لیے کچھ لائی تھی۔ پیغامات۔ ان میں کیا لکھا تھا اس نے یہ جاننا نہیں چاہا تھا لیکن اب وہ یہ سوچ رہا تھا کہ کاش چپکے سے اس کے کمرے سے چرا کر وہ انہیں پڑھ لے۔ یہ کوئی ایسا مشکل کام نہیں اس کے کمرے تک وہ بہت آسانی سے جاسکتا ہے۔

☆ ☆ ☆

یونیورسٹی میں ویرا کے پروپوزل کی خبر اسٹوڈنٹس اور گروپس میں سنی اور سنائی گئی۔ عالیان کے پروپوزل کو دبے دبے انداز میں زیر بحث لایا گیا تھا۔ کیونکہ اس

کے پروپوزل کی خبر بارٹ راک سے نکلی تھی اور اس انداز میں نکلی تھی کہ اسٹوڈنٹس نے اسے کمال رحم دلی سے نظر انداز کردیا تھا' کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو عالیان کے لیے تکلیف کا باعث بنتے۔ ان سب کی ہمدردیاں عالیان کے ساتھ تھیں اور بہت سے اسٹوڈنٹس کے نزدیک امرحہ خود غرض تھی۔ بہت سوں کا خیال تھا کہ ایسے تعلقات میں اتار چڑھاؤ آتے ہی رہتے ہیں اور کچھ کا ماننا تھا کہ بات شروع ہوئی اور ختم ہوگئی۔ بس۔

"اور اب یہ ویرا کہاں سے آگئی؟" بون فائر پارٹی میں آگ کے گرد بیٹھے ان سب کے گروپ میں پلیٹ اور مگ ہاتھ میں پکڑے بیٹھتے شرلی نے کہا۔

"جب دو میں فاصلہ اتنا زیادہ ہوگا تو تیسرا تو آئے گا ہی۔" للی نے چچ چچ کے انداز سے کہا اور شرلی کی پلیٹ سے چکن پیس اٹھا کر اپنی میں رکھ لیا۔

"تم نے دیکھا تھا ویرا کو پروپوز کرتے؟" شرلی نے بٹی لو سے پوچھا۔

"ہاں۔ مجھے اسٹوڈنٹس کی تالیوں نے متوجہ کیا وہاں زیادہ بزنس ڈیپارٹمنٹ کے اسٹوڈنٹس ہی موجود تھے۔" بیٹی لو کافی پی رہی تھی۔

"عالیان نے کیا کہا؟" عذرا نے پوچھا۔

"اس کا جواب مبہم تھا۔ جارجیہ بتا رہی تھی کہ اس نے کہا جواب کے لیے اسے کچھ وقت چاہیے۔"

"اور کیا جواب ہوگا اس کا؟" ہانا نے سہم کر کہا۔

"ظاہر ہے ہاں۔ اگر ہاں نہ ہوتا تو ویرا کے پروپوز کرنے کی نوبت ہی کیوں آتی۔" عذرا نے سنگ دلی سے کہا۔

"تو ثابت ہوا کہ امرحہ کو عالیان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" شرلی نے ہونٹ سکوڑ کر رائے دی۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا وہ ایک کرسچن عورت کے بیٹے سے کوئی تعلق نہیں بنائے گی۔" عذرا نے شانے اچکا کر اپنی رائے کی تصدیق چاہی اور سب کی طرف دیکھا۔

"جب وہ نئی نئی یہاں آئی تھی تو تم نے کہا تھا یہ بہت بگڑ جائے گی۔" شرلی نے عذرا کو اس کی ایک اور رائے یاد دلائی۔

"بگڑنے سے میرا مطلب تھا کہ وہ غیر مناسب کپڑے پہننے لگے گی' بارز میں جائے گی' پارٹیز اٹینڈ کرے گی' اس کے دوستوں کے حلقے میں بہت سے لوگ ہوں گے۔ ٹھیک ہے میری رائے غلط ثابت ہوئی' اس نے ویسٹرن کپڑے پہنے' لیکن غیر مناسب نہیں' وہ ریسٹورنٹ اور کیفے میں دیکھی گئی لیکن نائٹ کلب میں نہیں۔"

"تو؟" ہانا نے پوچھا۔

"تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ اپنی روایات کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ یہاں اسے کوئی نہیں دیکھ رہا' لیکن پھر بھی اس نے وہ نہیں کیا جو اکثر اسٹوڈنٹس کرتے ہیں۔ آزادی کا بے جا استعمال۔"

"اسے یہ یاد تھا کہ اسے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔" شرلی نے بہت وثوق سے کہا۔

"وہ بزدل ہے۔ اگر عالیان مجھے پروپوز کرتا تو میں ساری دنیا سے لڑ کر اسے ہاں کہہ دیتی۔ بھاڑ میں جائے دنیا۔ اصول۔ قانون۔" للی نے سنجیدگی سے کہا۔

"اسی لیے اس نے تمہیں پروپوز نہیں کیا۔" عذرا نے للی کو چڑایا۔

"عالیان کو پوری یونی میں ایک وہی ملی تھی؟" شرلی نے کہتے مگ ہانا کے آگے کیا کہ خیر سے ایک مگ اور کافی لا دے۔

"ویرا کے بارے میں کیا خیال ہے؟" ہانا مگ لے کر اٹھتے ہوئے بولی۔

"ویرا کی شخصیت کا ریکارڈ اتنا صاف ہے کہ اسے انکار کرنا بے وقوفی ہوگی۔" عذرا نے کہا۔

"مجھے کہانی کے کلائمکس کا انتظار ہے۔" ہانا واپس آکر بیٹھ گئی۔

"مجھ سے سن لو۔ عالیان ویرا کو ہاں کہے گا۔ امرحہ کو عالیان کی پروا ہوتی تو وہ ایسے اس کی بے عزتی نہ کرتی۔ کس انداز میں وہ عالیان کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ چھوٹے ذہن کی۔" عذرا نے نخوت سے کہا۔

"اگر امرحہ ایسے اس کی بے عزتی کر چکی ہے اور اسے عالیان سے کوئی مطلب نہیں تو وہ عالیان کے پاس باربار جاتی کیوں رہی ہے؟"

"اس کا ضمیر ملامت کرتا ہوگا۔ شادی تو وہ اپنے پاپا کی مرضی سے ہی کرے گی۔" شرلی نے ایسے کہا جیسے وہ امرحہ کو اچھی طرح سے جان گئی ہے۔

"تو پھر عالیان کو اتنا پاگل بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہروقت عالیان اس کے ساتھ رہا کرتا تھا۔" ہانا کے انداز میں ساری ہمدردیاں عالیان کے لیے تھیں۔

"ضرورت نہیں خود غرضی۔" عذرا نے سر کو جھٹک کر کہا۔

"وہ خود غرض نہیں لگتی۔" ہانا اب امرحہ کی ہمدرد ہوگئی تھی۔

"لگتی نہیں لیکن ہوگئی ہوگی۔ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی لڑکا ایسے آگے پیچھے ہو تو کوئی بھی ہو سکتا ہے۔"

"ویسے مجھے امرحہ نے کافی کمپلیکس دیا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسی بونگی لڑکی میں اسے ایسا کیا اچھا لگا ہے۔" تھوڑی دیر خاموش رہ کر جیسے عذرا نے اقرار کیا۔ اب اس کے بال کافی بڑے ہو چکے تھے اور اس پر بہت جچ رہے تھے۔

چاروں نے قدرے حیرت سے عذرا کو دیکھا کہ کیا وہ مذاق کر رہی ہے' لیکن مذاق کے آثار نظر نہیں آئے۔

"شاید اس کا بونگا پن۔" شرلی ہنسنے لگی اور آگ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی۔

"وہ کہتا تو میں بھی بھولی بن جاتی۔" اف عذرا کا سنجیدہ انداز۔

"تم کہنے سے بنتیں وہ بنی بنائی تھی۔" للی نے کہہ کر قہقہہ لگایا۔

"میں سمجھتی تھی' عالیان مجھے پسند کرتا ہے۔" عذرا آج رات رو کر سونا چاہتی تھی۔

"تم یہ کیسے سمجھیں۔۔؟" ہانا کو اس کی سنجیدگی پر حیرت ہو رہی تھی۔

"وہ مجھے ٹوئنٹس دے کر لینا بھول جاتا تھا۔"

"بس اتنی سی بات پر تم سمجھیں کہ وہ تمہیں۔" ہانا نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی جبکہ عذرا نے اسے گھور کر دیکھا۔

یہی موضوع دو اور لوگوں میں زیر بحث تھا۔ دائم اور نوال میں۔

"اب مجھے امرحہ پر ترس آتا ہے۔" نوال نے سوپ پیتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ وہ عالیان کو پسند کرتی ہے۔ نجانے کیوں لیکن مجھے ہمیشہ سے ہی لگا کہ وہ مختلف خیالات کی لڑکی ہے۔" دونوں ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔

"تمہارا مطلب عجیب خیالات کی؟" نوال امرحہ کے ساتھ تھی۔

"شاید۔"

"عالیان کو پسند کرنے میں ایسی کون سی سائنس چلانی تھی اسے۔"

"یار' سیدھی سی بات ہے۔ جب تمہارے گھر میرا پروپوزل گیا تھا تو تمہارے نانا نے کیا کہا تھا۔؟"

"کہا تو کچھ نہیں تھا انہیں تمہارے خاندان کے بارے میں کچھ معلومات چاہیے تھیں۔"

"میرا شجرہ نسب۔ میری ذات۔ میری ماما کی طرف کے خاندان کے بارے میں معلومات' میرے پاپا کی طرف کے خاندان کے بارے میں بھی۔" دائم نے جتایا۔

"کم آن یار' انہوں نے یہ سب ایسے ہی پوچھا تھا' اور ویسے بھی وہ ذرا پرانے خیالات کے انسان ہیں اور پھر بڑے ہیں اگر کچھ پوچھ بھی لیا تو یہ کوئی ایسا بڑا ایشو نہیں ہے۔۔۔۔ بس یہی خیالات امرحہ کے ہوں گے۔"

"وہ اتنی دقیانوسی نہیں ہو سکتی' ماسٹرز کر رہی ہے' روشن خیال ہے۔۔۔۔"

"چلو پھر یہ مان لیتے ہیں کہ وہ روشن خیال ہے لیکن اس کے گھر والے نہیں۔"

"تمہارا مطلب اس نے اپنے گھر بات کی ہوگی؟"

"نہیں... بات کرنے سے پہلے ہی اسے معلوم ہو گا کہ ان کا ردعمل کیا ہو گا۔"

"آج کے دور میں یہ سب نہیں ہوتا دائم!"

"دنیا میں کہیں وہی پرانا دور ہے نوال... اور وہاں سب ہوتا ہے۔ تم برٹش پاکستانی ہو اور امرحہ خالص پاکستانی..."

"میں امرحہ کو پسند کرتی ہوں' میری ہمدردیاں اس کے ساتھ ہیں۔"

"مجھے بھی وہ اچھی لگتی ہے۔ وہ بہت معصوم ہے۔"

"اس معصوم کو ہی تم نے پہلے دن رلا دیا تھا۔"

"وہ سب اس کے فائدے کے لیے تھا۔"

اپنے سب فائدے گنوا چکی امرحہ کلاس میں گم صم بیٹھی تھی کہ شنزا سامنے ڈیسک پر آکر بیٹھ گئی۔

"ویرا نے عالیان کو پرپوز کیا ہے۔" اس کے ہونٹوں کے کنارے استہزائیہ ہوئے اور آنکھوں سے تمسخر جھلکنے لگا۔

"مجھے کیوں بتا رہی ہو؟" اس کے انداز پر امرحہ کو آگ ہی لگ گئی۔

"ویل میرا خیال تھا تم عالیان سے تعلقات بحال کرنے کی کوششیں کر رہی ہو۔"

امرحہ نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے' اب کیا وہ گلا پھاڑ کر اعلان کرے کہ جو اصل حکایت ہے وہ سب اسے کبھی نہیں جان سکتے... کوئی کچھ نہیں جانتا' نہ سمجھتا...

"آئی لائیک ویرا... وہ بہت خوب صورت ہے... عالیان کے ساتھ سوٹ کرے گی... اور آخر کار عالیان کو سمجھ آ ہی گئی کہ اسے اپنے اسٹینڈرڈ سے نیچے نہیں گرنا چاہیے تھا۔"

"کیا ہے عالیان کا اسٹینڈرڈ؟" اس کی آواز تیز ہو گئی جسے شنزا نے انجوائے کیا۔

"کم سے کم تم نہیں...." وہ اور مسکرانے لگی۔

"کیوں میں کیوں نہیں...؟" وہ چلا اٹھی۔

کلاس کے سب اسٹوڈنٹس اس کی طرف دیکھنے لگے۔

شنزا کے ہونٹوں کے کنارے لہرائے "تو اب تم جیلس ہو' اچھا کیونکہ تمہارے پیچھے بھاگتے بھاگتے اب وہ کسی اور کے پیچھے بھاگنے لگا ہے۔"

"شٹ اپ!" وہ پہلے سے زیادہ شدت سے چلائی اور کلاس سے باہر آگئی' اس کی سانس تیز تیز چلنے لگی تھی۔

"تم کہاں تھیں امرحہ؟" اپنی طرف سے وہ بہت چھپ کر یونی کے ایک گم نام کونے میں بیٹھی تھی' لیکن سائی نے اسے ڈھونڈ ہی لیا۔

"مر گئی تھی میں سائی!" اس نے طنزیہ کہا۔

"کسی بھی معاملے میں میرا کیا قصور ہے امرحہ! تم مجھ سے اس انداز میں بات کیوں کر رہی ہو۔"

"تم مجھے بتا نہیں سکتے تھے ویرا کے بارے میں؟"

"نہیں... میں اپنے عہد نہیں توڑتا... اور اگر تمہیں معلوم ہو جاتا تو تم کیا کرتیں؟" اس سوال کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔

"بولو کیا کرتیں... کیا کہتیں ویرا سے... اسی ویرا سے جس نے خود تمہیں سمجھایا تھا کہ عالیان کی قدر کرو اور تم اسے چپ کرواتی رہیں... ویرا تمہاری جگہ نہیں آئی امرحہ' تم نے اپنی جگہ خود خالی کی... تم سے میں نے کہا تھا کہ اگر محبت کرتی ہو تو جرات کرو... ایک محبت کرنے والے کو اتنا تو کرنا ہی چاہیے' ورنہ صبر کرنا یا خاموش رہنا اور کسی کو الزام مت دینا... تم مجھ سے نفرت کر رہی ہو' تمہیں ویرا بری لگ رہی ہے... اور تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"میں نے دادا سے بات کی تھی سائی!" اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"پھر خود کو مت تھکاؤ۔" سائی نے ہمدردی سے کہا۔

"وہ مجھ سے ناراض ہو گئے۔ اب تک بات نہیں کی... دو پیاروں میں سے کس ایک پیارے کے لیے میں اپنا آپ قربان کر دوں تم ہی بتا دو..." اس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیا۔

"ویرا اور عالیان۔۔۔" سائی نے نرمی سے اسے کچھ سمجھانا چاہا۔

"ان دونوں کا نام ساتھ ساتھ نہ لو سائی۔۔۔ خدا کے لیے۔۔۔"

"تو تم حقیقت کا مقابلہ ایسے کرنا چاہتی ہو۔۔۔ خود کو بدلو امرحہ۔۔۔"

"کتنا تو بدل لیا ہے۔۔۔ تم جانتے ہی نہیں ہو اس رات سے اب تک میں کتنا بدل چکی ہوں۔"

سائی کو اس میں کسی انوکھے پن کا احساس ہوا۔۔۔ اس کے چہرے کی تاثرات میں کچھ اور بھی نمایاں ہونے لگا۔

"میں نے عالیان کے باپ کو فون کیا ہے' وہ اسے ڈھونڈ رہے تھے' ان کا بھیجا ایک آدمی مجھ تک بھی آیا تھا اور اب میں نے انہیں عالیان کے بارے میں بتا دیا' لیڈی مہر کو کوئی حق نہیں کہ وہ اسے اس کے خاندان سے دور رکھیں۔۔۔ عالیان کو اس کا خاندان مل جائے گا۔ دادا عالیان سے ضرور ملنا چاہیں گے۔"

سائی نے سہم کر امرحہ کو دیکھا تو اس کے چہرے پر نمایاں ہونے والا تاثر خود غرضی کا تھا۔ اس کے اپنے ہی اندر کچھ چھن سے ٹوٹ گیا۔ اس نے اپنا نچلا ہونٹ کاٹا۔ اگر وہ خود کو عہد توڑنے کی اجازت دیتا تو امرحہ کو بتاتا کہ عالیان اپنے باپ کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا' ۔۔۔ وہ اس کی ماں کو مرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا اور اسے بھی۔۔۔

"یہ تم نے کیا کیا امرحہ؟" وہ بے آواز بڑبڑایا۔ عالیان کو اپنے باپ سے ملنا ہوتا تو وہ خود اسے ڈھونڈ لیتا۔ تم نے اپنے اور اس کے تعلق کو تابوت میں دفنا کر اس میں وہ آخری کیل ٹھونک دی' جو اب قوت سے نکلے گی نہ تدبر سے۔۔۔ اب وہ قسمت کی رحم دلی کا محتاج ہوگا اور قسمت کو رحم دلی پر اکسانے کے لیے بہت آنسو بہانے پڑتے ہیں۔۔۔" وہ خاموش کھڑا سوچ رہا تھا۔

"تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو سائی۔۔۔؟"

"میں چاہتا ہوں تم اپنے لیے دعا کرو۔ بہت ساری دعائیں کرو۔" کہہ کر سائی پلٹ آیا۔ اس کا دل برا ہو گیا تھا اور اسے امرحہ پر غصہ سا آیا تھا۔

☼ ☼ ☼

رات کے آخری پہر وہ چونک کر اٹھا۔

اس کے سینے پر مارگریٹ کی ڈائری تھی اور اس کی آنکھ میں نمی تھی۔

وہ چھت کو دیکھنے لگا پھر آس پاس' اسے یہ یاد کرنا پڑا کہ وہ کہاں ہے اور اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

ان کیفیات کا شکار وہ بچپن میں ہوا کرتا تھا۔ جب بستر پر روتے روتے سو جایا کرتا تھا اور پھر سوئی جاگی حالت میں اسے لگا کرتا تھا کہ کوئی اس کے سرہانے بیٹھے سرگوشیاں کرتا رہا ہے' ایسی سرگوشیاں جو اسے بوجھل نہیں کرتی تھیں اور آنکھ کھلنے پر اسے رو دینے پر مجبور کر دیتی تھیں۔ وہ اس خوشبو کو بہت قریب محسوس کرتا' جو مارگریٹ کے ساتھ لگ کر سونے سے اس کے اپنے اندر حلول کر گئی تھی اور جسے اس نے اپنے اندر سے کبھی جدا نہیں ہونے دیا تھا۔

وہ سرگوشیوں کی رات تھی۔۔۔ وہ مارگریٹ کی خوشبو کو بہت وضاحت سے محسوس کر رہا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اسے لگا وہ بس ہاتھ بڑھا کر اپنی ماں کو ڈھونڈ نکالے گا۔

اس نے کمرے میں اندھیرا ہی رہنے دیا اور خود وہ بچہ بن گیا جو اپنی ماں کے ساتھ سویا کرتا تھا اور اس نے بہت دھیمی آواز میں مارگریٹ کو پکارا۔

"ماما!"

اور پھر وہ اپنی آنکھیں مسلنے لگا۔ ڈائری کو ہاتھ سے چھوا اور لیٹ کر پھر سے اسے اپنے سینے پر رکھ لیا۔

صبح آنکھ کھلتے ہی اس نے وہ سب یاد کرنا چاہا جو رات بھر اس کے ساتھ ہوتا رہا تھا۔ کافی دیر تک بستر میں پڑا وہ ذہن پر زور ڈالتا رہا۔۔۔ کہیں سرگوشیاں تھیں' کہیں امرحہ اور ویرا اور کہیں وہ خود۔۔۔

بھاگ پڑنے۔۔۔ ہانپ جانے اور رو دینے کی کیفیات غالب رہیں۔

اس نے محسوس کیا کہ وہ ذہنی طور پر کچھ زیادہ ہی

الجھا ہوا ہے اسے خود کو معمول پر لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔۔۔ اسے خود کو وقت دینا چاہیے اور خود کو تھکا دینے کے بجائے پُرسکون رہنے کے طریقوں پر غور کرنا چاہیے۔

اپنا بستر اور کمرہ صاف کرنے میں اسے معمول سے زیادہ وقت لگا پھر اس نے خود کو ذرا زیادہ اچھی طرح سے تیار ہونے دیا' تاکہ وہ ہشاش بشاش نظر آئے' اس نے سائی کی گفٹ کی چیک شرٹ پہنی اور کارل کا گفٹ کیا کوٹ اور بالوں کو ہیئر جیل لگا کر سیٹ کیا۔

کارل اس کے کمرے میں آیا "یہ لو اپنا ناشتا۔"

لیپ ٹاپ کو بند کرتے اس نے کارل کی لائی ٹرے کو دیکھا تین عدد موٹے تازے سینڈوچز اور کافی کا مگ۔۔۔ "مجھے نہیں کرنا ناشتا۔۔۔!" اس نے ہنسی دبا کر کہا۔

برننگ مین ایونٹ میں آگ کے مختلف کرتبوں میں عالیان نے کارل کو ہرایا تھا۔ اب کارل کو اسے لنچ کروانا تھا اور لنچ سے پہلے وہ اس کا پیٹ اچھی طرح سے بھر دینا چاہتا تھا جبکہ اپنی باری وہ تین تین وقت بھوکا رہا کرتا تھا۔

"آج تم فوج بھی لے آؤ تو آج میں ناشتا نہیں کروں گا۔" عالیان نے اسے اور جلانا چاہا۔

"فوج کا سربراہ آگیا ہے کافی ہے۔۔۔" اس نے بڑھ کر دروازہ لاک کیا۔

"شرافت سے انہیں کھالو ورنہ مجھے تمہارا منہ کھول کر انہیں اندر ڈالنا پڑے گا اور یہ کوٹ اتار دو اس پر کافی کے داغ لگ سکتے ہیں۔"

عالیان نے اپنا موبائل نکالا اور دو منٹ بعد لاک کھلنے کی آواز آئی۔ شاہ ویز اور سائی دروازے میں کھڑے تھے۔ عالیان نے پہلے سے ہی چابی شاہ ویز کو دے دی تھی اب اس نے موبائل پر بیل دی تھی' دونوں نے کارل کی لائی ٹرے پر ہلا بول دیا اور عالیان دروازے کے باہر کھڑا ہو گیا۔

"میں نے رات کا کھانا بھی نہیں کھایا۔۔۔ اپنی جیب بھر کر نکلنا آج۔۔۔ لنچ میں' میں تمہیں بھی کھا جاؤں گا۔" کہہ کر وہ بھاگ گیا۔

"اچھا کیا تم نے یہ سینڈوچز کھا لیے فرسٹ فلور پر جو ٹیبل ہے نا' اسے میں جا کر بتا آتا ہوں کہ اس کی ناشتے کی ٹرے جو غائب ہوئی ہے وہ کہاں ہے۔" کارل دانت نکال کر فرسٹ فلور کی طرف بھاگا۔

یونیورسٹی سے عالیان ہارٹ راک آگیا' کارل نے لنچ ٹال دیا تھا' وہ جانتا تھا کارل ایک دو دن ایسے ہی ٹالے گا' پھر بھی وہ ایک بھاری بل کی ادائیگی سے نہیں بچ پائے گا۔

ہارٹ راک میں داخل ہوتے ہی اسے سامنے منیجر کھڑا نظر آیا جو غیر معمولی بات تھی' اس کے تاثرات کافی حیران کن تھے اور اس کی آنکھوں میں ایسا اچنبھا تھا جیسے وہ پہلی بار عالیان کو دیکھ رہا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" کارل نے شرارت سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا۔

"ہاں۔۔۔!" اس نے بھی مسکرانے کی کوشش کی۔

"آج کیفے خالی کیوں ہے کوئی ایشو؟"

"پرائیویٹ بکنگ" کہتے اس نے ترچھی نظروں سے تن کر کھڑے اور چاق و چوبند نظر آتے دو گارڈز نما آدمیوں کو دیکھا۔

"اوہ۔" اس نے سیٹی بجائی۔ "پورا کیفے؟"

"ہاں۔۔۔"

"اور اسٹاف۔۔۔؟"

"تم اس طرف چلے جاؤ۔۔۔" منیجر نے اندر ایک ہال کی طرف اشارہ کیا۔

"اسٹاف میٹنگ ہے؟"

منیجر نے اس کا سوال سنا لیکن جواب دیے بغیر وہ اپنے آفس کی طرف چلا گیا۔ منیجر کے انداز پر اسے حیرت ہوئی لیکن پھر بھی وہ اس کی ہدایات پر عمل کرتے' اسٹاف میٹنگ کا سوچتے اس ہال کی طرف آگیا جس کی طرف جانے کے لیے اسے کہا گیا تھا۔

ہال میں چوکور میزوں میں سے ایک کے گرد ایک شخص قیمتی تھری پیس سوٹ میں ملبوس' عجلت کا انداز لیے اپنی گھڑی کو دیکھ رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی

ٹھوڑی کو مسل رہا تھا۔ اس کا سراس انداز میں اور ایسی بے نیازی لیے ہوئے اٹھا ہوا تھا جیسے اس کی سلطنت کی رعایا سامنے زمین پر بیٹھی تھی اور وہ ان پر اپنے من چاہے احکامات نافذ کرنے جا رہا تھا۔ اس کا پہلا تاثر مطلق العنان کا تھا اور اگلا تاثر پہلے کی گواہی۔۔۔

سامنے میز پر پرچ میں کافی کپ اوندھا پڑا تھا۔ ہال کے دروازے کے رخ وہ ترچھا بیٹھا تھا۔ آہٹ پر احکام صادر کرنے والے اس شخص نے سر اٹھایا۔ اور عالیان پر اس کی طرف آنے والی روشنی روک لیتے وجود کی حقیقت کھل گئی۔

سیاہ تل نے ساریاں روشنیاں کسی سیاہی چوس کی طرح جذب کر لیں۔

چھناکے سے ہال کی چھت سے جھولتے گول قمقمے ٹوٹے۔۔۔

گزر چکے وقت نے سب ہی دبی دبی سسکیاں اور آہیں اپنی قبروں سے اگل دیں۔

کچے گوشت کے جلنے کی بو اس کے نتھنوں میں گھسی اور دنیا بھر کی مخلوق کی ماداؤں کا درد نہ اس کے وجود سے لپٹ گیا۔۔۔ ہال میں پھیل گیا۔۔۔ آہیں اٹھیں۔

یہ اس کے اندر کی شدید خواہش رہی تھی یا شدید نفرت کہ اس کی نظریں آنکھ کی کمان کے کنارے براجمان تل پر ٹھہر گئیں اور جیسے ایسا تل ساری دنیا میں کل انسانیت میں صرف ایک وہی انسان رکھتا تھا۔۔۔

اور یہ وہی انسان ہی تو تھا۔ کھڑے کھڑے وہ اپنی ہی پرچھائیں بن گیا اور اس پر اپنے گپت ہونے کا ادراک ہونا۔۔۔ سمعی بصری قوتیں در فنا میں پناہ لینے کو ہوئیں اور عالم فنا کا شور عالم موجود میں کانوں کے پردے پھاڑنے لگا۔

اس کی سانسوں نے باد سموم (زہریلی ہوا) کی موجودگی کو محسوس کیا۔

چار بھوری آنکھیں اٹھیں۔۔۔ ایک دوسرے کی سمت۔۔۔

"اور جس دن میں اور ولید پہلی بار ایک چھت تلے اکٹھے ہوئے، مجھے یقین ہو گیا کہ اس سے تعلق مجھ پر واجب تھا اور اس سے محبت مجھ پر فرض۔۔۔"

اٹھ کر ملیں اور ٹھہر گئیں۔

"جب وہ سو جایا کرتا تھا تو میں جاگ جاگ کر اسے دیکھا کرتی تھی، میں اپنی سانسوں کی آمدورفت کو اتنا بے ضرر بنا لیا کرتی تھی کہ وہ اس کی نیند میں مخل نہ ہو سکیں اور اسے جی بھر کر دیکھتے رہنے کا میرا خواب ٹوٹ نہ جائے۔"

عالیان نے اتنا گہرا سانس لیا جیسے آخری سانس۔۔۔

"جب وہ مجھے دیکھا کرتا تھا تو مجھے یقین ہو جاتا تھا کہ مجھے خاص اسی مقصد کے لیے بنایا گیا ہے۔ اگر وہ مجھے نہیں دیکھے گا تو میرے ہونے کا مقصد ختم ہو جائے گا۔"

وہ کھڑا ہوا اور چل کر اس انداز میں اس کی طرف آیا جیسے سدھاتے ہوئے جانور کی پشت پر ہاتھ پھیرنے کا ارادہ ہو۔

وہ مہزوم (شکست خوردہ) بنا کھڑا تھا کہ اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا جا سکتا تھا۔

اس کے اندر دفن بند تابوتوں کے ڈھکن جھٹکوں سے کھلے اور اسے صاف صاف مارگریٹ دکھائی دینے لگی۔۔۔ رونا۔۔۔ تڑپنا۔۔۔ ہاتھ کاٹ لینا۔۔۔ بڑبڑانا۔۔۔ چلانا۔۔۔ بھول جانا۔۔۔ بھٹک جانا اور پھر "سرد" ہو جانا۔

آہیں۔۔۔ صدائیں۔۔۔ واویلا اور خاموشی۔

"میں نے تمہیں پہچان لینے میں وقت نہیں لیا۔"

ولید البشر نے اپنے دونوں ہاتھ کہنی سے اوپر اس کے بازوؤں پر رکھے اور اسے جوش سے جھنجھوڑا۔

"اس کے ہاتھ کو ہاتھوں میں لے کر بیٹھے رہنے کے خواب میں نے ہر رات دیکھے۔ میں ہر رات ایک ہی خواب دیکھ لینے پر قدرت حاصل کر چکی ہوں۔۔۔ جو بھی ہے میں ہر رات اہتمام سے اس خواب کے لیے خود کو تیار کرتی ہوں۔"

"تم میں میری کتنی شباہت ہے۔" ولید البشر نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ عالیان بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اس کے لوٹ آنے کی دعائیں میں نے اتنی

کثرت سے کیس جیسے لمحوں میں بنجر زمین پر جنگل اگ آئے اور اس جنگل میں' میں نے اپنی باقی ماندہ قوتوں کو اکٹھا کر کے اس کے نام کی صدائیں لگائیں۔"

"میرے بیٹے دیکھو۔ دیکھو اپنے باپ کو۔۔۔" اس نے اس کے سینے کے مقام پر جوش سے ایک گھونسا

" اب ہم ایک ساتھ ہیں۔۔۔ میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔۔۔ تمہارا باپ۔۔۔ ولید البشر۔۔۔"

"میں نے ایک افریقی جادوگر کو اپنی جمع پونجی تھمادی اور اس کے کہے پر ایمان لے آئی کہ ولید ضرور آئے گا۔"

"وہ آگیا ہے۔۔۔" عالیان بڑبڑایا۔ "افریقی جادوگر نے وقت کیوں نہ بتایا؟" آواز اس کے اندر چکراتی رہی۔

"کچھ بولو مائی سن۔۔۔ میں نے تمہاری آوازیں خوابوں میں سنی ہیں!"

"جان لو مارگریٹ! آفاق ایک اہرام ہے' جس نے تمہاری ساری دعاؤں کو حنوط کر دیا ہے اور کوئی ایک بھی دعا آسمان کو چھید کر ولید کو چھین لانے کی طاقت نہیں رکھتی' مجھے اپنی قوت دعا پر ملال رہے گا۔"

ہال کی دیواروں پر مارگریٹ کی فلم چل رہی تھی۔ ایک کے بعد اگلا منظر۔۔۔ پھر اگلا۔۔۔ آخری منظر میں وہ سرد تر ہوتی جا رہی تھی' اس کی آواز کی لکنت اس کی ناپید ہوتی قوت کا نشان دے رہی تھی۔

"اس کے ساتھ گزری ساعتیں میں گنوانا نہیں چاہتی' میں اپنی آنکھیں بند کر لینے کو ہوں اور ان آنکھوں میں انہیں مقید۔۔۔ میں ماضی کا حصہ بننے جا رہی ہوں لیکن میں انہیں ماضی کے سپرد نہیں کروں گی۔۔۔ اگر ارواح کو دعا کا موقع دیا جائے گا تو میری پہلی دعا پھر سے وہ ہو گا اور آخری بھی۔۔۔"

اس کے کندھے پر ایک ہاتھ آکر ٹھہر گیا۔۔۔ وہ ہاتھ اس کے دائیں گال پر آیا اور گال کو نرمی سے مسلنے لگا۔

"عالیان!"

اس نے آواز کو روح میں اور انگلیوں کو دل پر محسوس کیا۔ ہال کی دیواروں پر بھاگتی دوڑتی مارگریٹ کی فلم اندھیرے میں گم ہونے لگی۔

"عالیان۔۔۔!" ہاتھ گال مسل رہا تھا۔

اسے دو مائیں ملی تھیں' لیکن باپ نہیں۔۔۔ اس کی آنکھیں لبالب بھر گئیں۔۔۔ اس کے باپ کا ہاتھ اس کے گال پر تھا۔ وجود میں آنے والا' وجود میں لانے والے کی بہت قدر کرتا ہے۔ خون میں ایک ابال ہوتا ہے جو دنیا کی کسی آگ سے نہیں ابلتا اور خونی رشتے کی صرف آنچ سے ابل کر چھلکنے لگتا ہے۔ دنیا میں کسی بھی انسان سے دل کھول کر نفرت کی جا سکتی ہے۔ خونی رشتے سے نفرت کرنے کے لیے پتھر سا دل چاہیے۔

اس کا دل چاہا۔۔۔ حتیٰ کہ وہ مٹتے بنتے مارگریٹ کی زندگی کے مناظر دیکھ رہا تھا کہ وہ اس چوڑے سینے میں سر دے لے اور پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔ اس نے چاہا کہ وہ اپنی یادداشت کو گم کر دے' اور ولید البشر سے ناپسندیدگی کا جذبہ بھولا بسرا کر دے۔۔۔ ہاں وہ خود سے کیے گئے وعدے سے وعدہ خلافی کر دے۔۔۔ اس کے سامنے اس کا باپ کھڑا تھا۔ اس کے قد کے عین برابر۔۔۔ اس کی آنکھوں کے عین سامنے۔۔۔ اس کے گال اور شانے اس گرمی سے دہک رہے تھے' جو اس کا باپ اس کے وجود میں منتقل کر رہا تھا۔ اس کے دل کے مقام پر جو گھونسا پڑا تھا۔ وہ اسے گم شدہ مسرت سے لبریز کر دینے کو تھا۔

"بہت بڑے ہو گئے ہو تم۔۔۔ ہاں! تمہیں ہونا ہی تھا۔" ہاتھ اس کے سر کے بالوں تک گئے! اس نے خود کو ایک قدم پیچھے کیا۔

ولید البشر نے ذرا سا چونک کر اس خاموش کھڑے مجسمے کو دیکھا' جسے عربی ہاتھوں نے مغربی ڈھب میں ڈھالا تھا۔ جس کے چوڑے شانے اور اونچا قد اس کے مضبوط ہونے کی دلیل دے رہے تھے اور جس کی عرب رنگ آنکھیں اتنی بے تاثر تھیں جیسے وہ سدا روشنی سے انجان رہی ہیں اور جن کی بینائی کا واسطہ صرف اندھیرے سے رہا ہے۔

"دیکھو عالیان! میں نے تمہیں ڈھونڈ نکالا۔" وہ قدم خود کو پیچھے لے جاتے تو ولید البشر نے دونوں بازو

واکردیے۔ اس اونچے، لمبے، طاقتور مرد کو قابو کرلینے کے لیے بس اتنا ہی کافی تھا۔

عالیان کے جسم میں سنسناہٹ ہونے لگی۔

وہ چار قدم پیچھے ہوا اور نامحسوس انداز میں گہرے گہرے سانس لیے۔ مارگریٹ کی ڈوبتی ابھرتی تصویروں پر ابھی بھی اس کی نظر تھی۔

"مجھے گم کیوں کیا تھا؟" الفاظ کو اس نے جان لگا کر بے تاثر رکھا۔

ولید البشو ٹھٹک کر رہ گیا۔ عالیان کے سوال پر اس کے تاثرات نے حکم عدولی کی مہر لگائی۔ اس نے اپنی نظریں بدلیں اور پھر ان میں معاملہ فہمی جھلکنے لگی۔ عالیان نے ان بدلتے تاثرات کو بھانپ لیا۔

"تمہارا باپ تمہارے سامنے پہلی بار آیا ہے.... اس کے سینے سے لگنے سے پہلے ایسا سوال کوئی بھٹکا ہوا ہی کرسکتا ہے۔" آواز میں دبا دبا جلال تھا اور الفاظ سے زیادہ ان کی ادائی میں ایسی طاقت تھی کہ عالیان نے سوچا کہ اگر یہ شخص 'میں مر رہا ہوں' میری بانہوں میں آجاؤ" کہہ دیتا تو وہ اس کے قدموں میں جا بیٹھتا۔ اب میرا باپ میرے پاس پہلی بار کیوں آیا؟ اس نے خود کو مضبوط کرنا چاہا جبکہ اسے یقین ہونے لگا تھا کہ سامنے کھڑے شخص کو اس کے اندر کی ٹوٹ پھوٹ کی سب ہی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔

"تمہیں سب معلوم ہوجائے گا۔ میں بتاؤں گا... آؤ میرے ساتھ یہاں بیٹھو۔" پیشانی پر ناگواری کی لکیریں ابھریں اور اس کی آواز کی خود ساختہ نرمی معدوم ہونے لگی۔

عالیان 'مارگریٹ جوزف نہیں بننا چاہتا تھا۔ وہ ڈٹ کر کھڑا تھا گو ایسا کرنے میں بہت سی قوتیں حائل تھیں۔

"مجھے کھڑا رہنے دیں تاکہ ہم دونوں کو چلے جانے میں آسانی رہے۔" اس کی آواز سخت اور کھردری ہوگئی۔

کرسی کو اس کے لیے باہر نکالتے ولید البشو کے ہاتھ رک گئے اور خم زدہ گردن پر ناگواری کی چھپی ہوئی نسیں بھی ابھر آئیں مگر انہیں فوراً" چھپالیا گیا لیکن عالیان دیکھ چکا تھا۔ اس کی نظر سامنے موجود انسان کی ایک ایک جنبش پر تھی۔

"ہم جائیں گے تو ایک ساتھ جائیں گے۔" ولید مسکرایا۔

"ایک ساتھ کا مطلب جانتے ہیں آپ....."

اب ولید تھوڑی کو مسلتے اسے دیکھنے لگا۔ ایک ایسے کھلاڑی کی طرح جسے اپنا اگلا مہرہ چلنا تھا ورنہ بساط الٹ جاتی۔

"پتا نہیں اس عورت نے تمہیں میرے بارے میں کیا کیا کہانی بنا کر سنائی ہے۔"

"نہیں لیڈی مہر کہیے... میں ان کے لیے احترام کی درخواست کروں گا۔"

"میں مارگریٹ کی بات کررہا ہوں۔"

ولید البشو کے منہ سے اس نام کے نکلتے ہی وہ ٹھیک اس جگہ پر جاکر کھڑا ہوگیا جہاں سے چلا تھا" سرد مردہ ہاتھ سے ہاتھ چھڑائے جانے سے۔"

"ایسی سختی اور نخوت سے ماما کا نام مت لیں۔" وہ چلّا اٹھا۔

ولید نے اسے سرد نظروں سے دیکھا۔ "تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تمہیں میرے بارے میں غلط بتایا جاتا رہا ہے۔"

"ہوسکتا ہے... اب آپ سب ٹھیک بتادیں۔"

ولید البشو نے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو انگوٹھے کے ساتھ رگڑا... "شاید عادتاً" اس کی جھکی ہوئی بھنوئیں ذرا سا اور جھک گئیں اور عالیان نے ان میں وہ رنگ دیکھا جو آسمان پر اڑتے باز پر نشانہ باندھے شکاری کی آنکھ میں اس وقت ابھرتا ہے جب وہ ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھانے والا ہوتا ہے۔

اور باز کا شکاری تند خو اور دور فہم ہوتا ہے... آسمان سے جالینے والا... صرف شست ہی باندھ کر مار دینے والا۔

"میں نے مارگریٹ کو ایک اچھی عورت سمجھ کر شادی کی۔ وہ مجھے چھوڑ گئی اور تمہیں بھی اپنے ساتھ لے گئی اور میں پاگلوں کی طرح تم دونوں کو ڈھونڈتا رہا۔۔۔ اتنے سال میں کہاں کہاں نہیں گیا۔۔۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ اس کی موت واقع ہو گئی ہے۔ میں بہت مشکل سے تم تک پہنچا ہوں عالیان۔۔۔"

اور جس آنچ سے اس کے خون میں ابال اٹھے تھے، وہ خون ایک دم سے سرد ہو گیا اور وہ استہزائیہ ہنس دیا۔

"ناروے کے ہوٹل میں کس عورت کو طلاق اور دھتکار دی تھی آپ نے؟"

ولید البشر کو جھٹکا سا لگا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ وہ بہت چھوٹا تھا، جب اسے بے سہارا بچوں کے ادارے میں داخل کروایا گیا تھا۔ اسے توقع نہیں تھی کہ اسے اس بارے میں بھی معلوم ہوگا۔

"جس فلیٹ میں شادی کر کے انہیں رکھا تھا، وہ اسی فلیٹ میں مر گئی تھیں تو آپ انہیں کہاں پاگلوں کی طرح ڈھونڈتے رہے تھے۔ میری پیدائش سے پہلے آپ انگلینڈ چھوڑ چکے تھے، بہت آسانی سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ دوبارہ آپ انگلینڈ آئے۔۔۔"

"میں اپنے دوست کو بھیجتا رہا تھا تمہیں ڈھونڈنے۔۔۔" اپنے انداز کی تلخی کو اس نے بمشکل قابو میں کیا۔

"آپ خود کیوں نہیں آئے؟"

"مجھے انگلینڈ سے نکال دیا گیا تھا۔ میرے کاغذات میں گڑبڑ تھی، مارگریٹ نے مجھ سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔"

"آپ کی نیت میں گڑبڑ تھی مجھے یقین ہے اس کا۔۔۔ انگلینڈ سے نکلتے ہی آپ نے ناروے میں شادی کر لی تھی فوراً"۔

"وہ میری مجبوری تھی۔"

"میں کیا تھا۔۔۔ ضرورت۔۔۔ مجبوری۔۔۔ خواہش۔۔۔ وقت گزاری۔۔۔؟"

"میں صرف اس لیے غلط نہیں ہو سکتا کہ تم سے الگ رہا۔۔۔ تم غصے میں ہو۔"

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔ ایک ساتھ اتنے جھوٹ بول دیے آپ نے۔"

"خود کو پرسکون کرو۔۔۔ تھوڑے نارمل ہو جاؤ۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ اگلی بار پھر اتنے ہی سالوں بعد آئیے گا شاید میں نارمل ہو چکا ہوں۔" وہ پلٹ کر جانے لگا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟"

"آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"تمہیں لینے آیا ہوں۔۔۔"

"اتنے سالوں بعد کیوں؟ مجھے صرف سچ سننا ہے ورنہ کچھ نہیں۔۔۔"

ولید البشر نے اپنے اندر تیزی سے جوڑ توڑ کیے۔

"میں نے مارگریٹ کو طلاق دے دی تھی، یہ میرا حق تھا اور وہ غصے میں آگئی۔۔۔"

"جب ناروے میں وہ آپ کو میرے بارے میں بتا رہی تھیں تب آپ نے کیا کہا تھا؟"

"میں سمجھا وہ جھوٹ بول رہی ہے۔"

"نہیں! آپ سمجھے میں آپ کا نہیں، کسی اور کا بچہ ہوں۔" کہتے وہ ذرا شرمندہ نہیں ہوا۔ حکم عدولی کرنے والوں کو دی جانے والی سزا کے اعلان کرنے کے انداز کو ولید نے بمشکل دبایا۔

"کسی اور کے بچے کو اب کیوں سمیٹنے آئے ہیں؟"

"یہ غلط ہے۔۔۔ جھوٹ ہے۔۔۔"

عالیان ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا اور خود کو سوچنے کے لیے وقت دیا۔۔۔ اس کے سامنے ایک صحت مند، خوش شکل، قیمتی لباس اور جوتوں میں ملبوس اس کا باپ کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ گھڑی تھی جو ایک معروف کمپنی آرڈر پر صرف "ایک" تیار کرتی ہے۔ ولید البشر کی کھال پر ایک جھری نہیں تھی۔ وہ اپنی صحت کا بہت خیال رکھتا رہا تھا یا وہ اسکن سرجری سے کئی بار گزر چکا تھا۔ اس کی خوب صورتی، اس کا لباس، اس کا انداز، اس کے الفاظ، اس کے تاثرات، کوئی ایک بھی چیز اس بات کی گواہی نہیں دے رہی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے غم میں گھلتا رہا ہے۔۔۔ اس کی ماں گھل گھل کر مر چکی تھی اور اس کا باپ کھلا گلاب بنا

اس کے سامنے موجود بیٹے کی جدائی پر آنسو بہانا چاہتا تھا۔

"یہ صرف میرے لیے یہاں نہیں آیا۔۔۔" عالیان نے اپنا سر پکڑ لیا اور ولید البشو نے بڑھ کر اس کے سر کا بوسہ لیا۔

"تم خود کو پرسکون رکھو اور آؤ میرے ساتھ۔ یہ میری بدنصیبی تھی کہ میں نے تمہیں کھو دیا۔۔۔ زندگی نے بہت برا کیا میرے ساتھ۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔"

عالیان نے سر جھکائے ہی رکھا۔ اس کی ماں کا ایک آنسو گرتا تھا تو وہ تڑپ اٹھتا تھا۔ اس کا باپ رو کر اس کا بوسہ لے رہا ہے اور وہ بت بنا بیٹھا ہے۔

"آپ میرے باپ بننے آئے ہیں اور مجھے آپ کا بیٹا نہیں بننا۔۔۔ مجھے آپ میں دلچسپی نہیں ہے اور ہوگی بھی کیوں؟" عالیان نے بہت کھردرے اور غیر جذباتی انداز سے کہا۔ وہ ایسے سپاٹ ہو گیا جیسے مشین ہو۔

"تمہارا باپ ایک کامیاب بزنس مین ہے اور تمہیں اس میں دلچسپی نہیں۔" الٹی طرف سے ولید البشو نے وہ پتا پھینکا جو سیدھے سیدھے صاف صاف عالیان نے پڑھ لیا۔ وہ ذرا سا چونکا اور اس کی نظروں سے ٹپکتی لالچ ولید البشو نے تاڑلی اور خود کو داد دی۔

"میرا سب کچھ تمہارا ہی تو ہے' میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم نے کیسی زندگی گزاری ہوگی۔ میرے پاس بہت کچھ ہے عالیان۔۔۔ میں تمہیں بہت کچھ دے سکتا ہوں۔"

اور اس باز کو مار گراتے وہ چوک گیا۔ اس کا انداز کاروباری ہو گیا اور وہ بھول گیا کہ اسے فی الحال ایک غم زدہ باپ کا کردار ہی نبھاتے رہنا تھا۔

خصلت پانی میں تیرتا ہوا کاگ ہے جو زیر پانی رہ ہی نہیں سکتا۔ اسے اوپر آنا ہی ہے۔

"میں نہیں مانتا کہ آپ کے پاس کچھ ہوگا۔۔۔ چند ہزار ڈالرز کے سوا۔" اس نے لالچی انداز اپنا لیا۔

"اس پورے ہارٹ راک کو بک کروانے کے لیے جانتے ہو کتنے ہزار پونڈز چاہئیں؟"

"وہی چند ہزار نا۔۔۔ میرے پاس اس سے زیادہ پیسے ہیں۔۔۔ ماما مہر کے پاس اس سے زیادہ دولت ہے۔"

"تمہاری ماما مہر کے پاس میری دولت کا ایک حصہ بھی نہیں ہوگا۔" ولید چڑ گیا۔

"اچھی بڑ ہے۔" عالیان بھرپور استہزائیہ ہنسا۔

"بڑ نہیں ہے یہ۔۔۔" ولید غصے سے بھڑک اٹھا۔ شاید اپنی دولت اسے اتنی پیاری تھی کہ اس پر طنز اسے گوارا نہیں تھا۔ وہ تیزی سے ہال سے باہر گیا اور واپس آکر ایک فائل اس کے سامنے رکھی۔

"اسے کھولو اور پڑھو میری کمپنی اور اس کے شیئرز کتنی مالیت کے ہیں۔" اس کا انداز ایسا تھا جیسے کہتا ہو۔۔۔ دیکھو۔۔۔ پڑھو ولید البشو کتنا قیمتی ہے۔۔۔ کیا سمجھ کر تم ایسے قیمتی انسان سے ایسے بات کر رہے ہو۔۔۔ تم گستاخی کر رہے ہو۔

اور بس ایک پل لگا عالیان کو ساری بات سمجھنے میں۔ اس کا شک یقین میں بدل گیا اور اس یقین پر اس کا دل پاش پاش ہو گیا۔ موہوم سی جو امید تھی وہ دم توڑ گئی۔ اندر ہی اندر اس حقیقت پر وہ رو دینے کو ہو گیا۔ وہ اس سے نفرت کرتا تھا اب اسے خود سے بھی نفرت محسوس ہونے لگی۔ تو بس یہ حیثیت تھی اس کی۔۔۔ اس کا باپ ایک بیوپاری۔۔۔ بیوہ امیر عورت۔۔۔ کمپنی۔۔۔ شیئرز۔۔۔ سگی اولاد۔۔۔ سوتیلی اولاد۔۔۔

ولید البشو نہیں جانتا تھا کہ وہ بزنس کا کتنا ذہین اسٹوڈنٹ ہے۔ عالیان نے فائل پر سرسری نظر بھی نہیں ڈالی تھی۔ اس کی ضرورت ہی نہیں رہی تھی۔

"میرے علاوہ آپ کی کوئی اولاد ہے؟" اپنی آواز کی لرزش پر قابو پا کر اس نے عام انداز اپنا کر یہ سوال پوچھا۔

دکھ کا ایک سایہ ولید البشو کے چہرے کے پار ہوا۔

"ہاں۔۔۔ ایک بیٹا تھا۔"

"تھا۔۔۔" اب عالیان ساری ہی کہانی سمجھ گیا۔

"کار کے حادثے میں اس کی ڈیتھ ہو گئی۔" نیم دکھ کے تاثر کے ساتھ ولید خاموش ہو گیا۔

اگلی بات کرنے کے لیے عالیان نے چند گہرے

سانس لیے۔ اس کا دل چاہا وہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر ہال سے باہر چلا جائے۔ اسے اپنے دل سے رونے کی واضح آوازیں آرہی تھیں۔

"یعنی اس کے پاس اتنی مہلت بھی نہیں رہی کہ وہ اپنے شیئرز آپ کو قانونی طور پر منتقل کر جاتا۔ ان بیوہ خاتون کا بھی سگا بیٹا ہونے کی حیثیت سے اس کے حصے میں یقیناً" ففٹی پرسنٹ شیئرز آئے ہوں گے۔ کچھ آپ کی سوتیلی اولادیں بھی ہوں گی اور اب آپ کی دوسری سگی اولاد ہے تو یہ شیئرز کمپنی کے طے کیے اصولوں کے مطابق صرف اسے منتقل ہو سکتے ہیں ورنہ یہ واپس کمپنی کے پاس جائیں گے۔ جو یقیناً" آپ کو گوارا نہیں ہوگا۔ میرا اور آپ کا ڈی این اے بھی ہوگا ورنہ آپ کسی کو بھی اپنی سگی اولاد بنا کر پیش کر دیتے اور ایک مخصوص مدت کے بعد آپ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ آپ کو ہر صورت ایک بالغ اولاد چاہیے۔" وہ رکا۔ "اس لیے آپ مجھے ڈھونڈتے رہے۔"

فائل کو اس نے نخوت سے میز پر کھسکا دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اطمینان تھا کہ اپنے باپ کے جال کو اسی پر الٹ دیا تھا۔

"مجھے اس سب میں کوئی دلچسپی نہیں۔" اس نے بہت آرام سے اس شخص کو الو بنا دیا تھا۔

"تم یہ نہیں کر سکتے۔" ولید جیسے تڑپ اٹھا۔

"میں یہ کر رہا ہوں۔" وہ استہزائیہ ہنسا۔

"میں تمہارا باپ ہوں۔ تم کس طرح سے پیش آرہے ہو میرے ساتھ؟"

وہ ایک بزنس مین سے پھر سے ایک "باپ" بن گیا۔ ایسا کرنا پھر سے ضروری ہو گیا تھا۔

"مجھے اس "باپ" سے کوئی لگاؤ نہیں۔" اس نے انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا۔

"تم میرا خون ہو عالیان۔"

"آپ کو دیر سے یاد آیا۔"

"ہمیں اب ایک ساتھ مل کر رہنا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے دونوں جیبوں میں ہاتھ دیے اور پہلے سے زیادہ مضبوط نظر آنے لگا۔ "صرف ایک سچ بتا دیں۔ ماما کو کیوں چھوڑ دیا تھا۔ سچ بتایئے گا پھر میں سب کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

ولید البشو نے جھوٹ بول کر دیکھ لیا تھا۔ اس نے سچ کو بھی آزمالینا چاہا۔

"آپ نے انہیں ذلیل کیا۔؟"

"مجھے ڈر تھا کہ وہ مجھے عدالت میں گھسیٹ لے گی۔ مارگریٹ کے ساتھ میرا تعلق کچھ بھی رہا ہو' میں تمہارا باپ ہوں' کیا برا کیا ہے تمہارے ساتھ میں نے۔؟"

"اس کیفے سے باہر نکلیں اور ملنے والے پہلے انسان کو بتائیں کہ اپنی اولاد کو میں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور اتنے سالوں بعد آج اس سے مل رہا ہوں تو وہ آپ کو بتا دے گا کہ کیا برا کیا آپ نے۔"

"میں شرمندہ ہوں۔"

عالیان نے افسوس سے اتنے رنگ بدلتے اس انسان کی طرف دیکھا جس کے ایک رنگ "محبت" کے جال میں اس کی ماں آگئی تھی۔

"تم بہت تلخ ہو رہے ہو۔ میری توقع سے زیادہ۔ میرے ساتھ چلو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"میں پھر اپنا سوال دہراؤں گا۔ ماما کو کیوں چھوڑ گئے تھے؟"

ولید البشو ایسے اپنی ٹھوڑی مسلنے لگا۔ جیسے اپنے مزاج کے برخلاف کچھ برداشت کر رہا ہو۔ اور اسے سوال پوچھے جانے کی عادت رہی ہو' سوالوں کا جواب دینے کی نہیں۔

"میں اسے پسند کرتا تھا۔ پھر میری دلچسپی اس میں ختم ہو گئی۔"

وہ جیسے کسی گلستان سے توڑ لیے گئے پھول کی بات کر رہا تھا یا راستے میں آنے والے کسی پھول کو پیر تلے مسل دینے کی۔ اس کا انداز اس سے بھی بدتر تھا۔

عالیان نے بہت دیر تک اس خوش شکل انسان کو دیکھا' جس نے کتنی آسانی سے یہ بات کہہ دی تھی۔ اس عورت کے لیے جس کی زبان اس کے نام کی ادائی

کرتے کرتے نہیں تھکی تھی۔ جو ایسے ایڑیاں رگڑتی رہی تھی جیسے اس کے وجود سے زہریلے حشرات لپٹے اسے ڈنک پر ڈنک مار رہے ہوں۔۔۔ اس وقت عالیان کو اپنی ماں پر بہت ترس آیا۔ اس کا پھوٹ پھوٹ کر رونے کو جی چاہا۔ اتنی محبت اور ایسے کرب کے بعد بھی اس کی ماں کے ہاتھ کیا آیا۔۔۔ شرمندگی۔۔۔ پچھتاوے' احساس' دکھ کا ایک لفظ بھی نہیں۔۔۔

"اگر مارگریٹ اس وقت نہ مرتی تو اس وقت مر جاتی۔"

اس کے اندر الاؤ سا دہکا' اس کے ہاتھ کی پوریں اتنی گرم ہو گئیں کہ ولید انہیں چھو لیتا تو جل جاتا۔

"میں آپ سے نفرت کرتا تھا اور اب اور زیادہ کرتا ہوں۔۔۔ آپ سے مزید بات چیت کا میرا ارادہ نہیں۔" اس نے ولید البشر کے منہ کے عین سامنے اپنا منہ لے جا کر کہا۔

ولید ایک قدم پیچھے ہوا۔ اس ٹھکرا دی گئی عورت کی اولاد کے ایسے انداز نے اسے سیخ پا کر دیا۔ اس نے خود کو بمشکل روکا کہ وہ اس لڑکے کی وہی تذلیل کر دے' جو اس کی ماں کی کی تھی۔

"تم لاکھوں ڈالرز ٹھکرا رہے ہو۔" اب وہ صاف صاف ایک کاروباری انسان بن گیا۔

"وہ کروڑوں ہوں تو بھی۔۔۔"

"ہوں۔۔۔ تو تمہیں زیادہ حصہ چاہیے۔۔۔؟"

عالیان استہزائیہ ہنسا۔

"تم بولو کتنا چاہیے۔۔۔ وہ میری ساری زندگی کی کمائی ہے۔ تمہیں راضی ہونا ہی پڑے گا۔"

اب عالیان ترحم سے اسے دیکھنے لگا۔ "پیسوں کو کمائی کہہ رہے ہیں۔۔۔ انسانوں کو کس گنتی میں گنتے ہیں۔۔۔ مجھے مجبور نہ کریں کہ میں آپ کے ساتھ وہ کروں' جو آپ دوسروں کے ساتھ کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔"

"تمہیں میرے کام آنا ہی پڑے گا۔"

"میں اس کے لیے تیار نہیں۔۔۔"

"تو تم اپنی قیمت بڑھا رہے ہو؟"

"اگر آپ اس مدد کا سوال ماما سے کرتے تو وہ بھی انکار نہ کرتیں۔۔۔ میں مارگریٹ نہیں ہوں۔"

"تو ٹھیک ہے پھر مارگریٹ کے لیے ہی سہی۔" اسے سودا کسی بھی صورت کروانا تھا۔

"اگر وہ میرے لیے زندہ رہتیں تو شاید۔۔ وہ آپ کے لیے مر گئیں تو بالکل نہیں۔۔۔" عالیان اب وہ سارے حساب لے لینا چاہتا تھا' جو اپنی ماں کی طرف سے اسے چکانے تھے۔

"میں آفیشلی مارگریٹ کو اپنی بیوی تسلیم کر لوں گا۔"

"اس کی ضرورت ہے' نہ اس کا فائدہ انہیں حاصل ہو گا۔"

"تمہیں یہی شکوہ ہے نا کہ میں نے اس کی بے عزتی کی۔ ٹھیک ہے میں اسے عزت بھی دوں گا اور اپنی بیوی ہونے کا خطاب بھی۔۔۔ میں پریس کانفرنس کروں گا۔۔۔"

"انہیں مار دینے کا اعتراف کون کرے گا؟" اس کی پیشانی پر کئی لکیریں بن گئیں۔

ولید البشر کی آنکھوں سے شرارے نکلنے لگے' اس کی برداشت کی حدیں ختم ہو رہی تھیں۔

"تم یہ ثابت کر رہے ہو کہ تم میرا ہی خون ہو۔۔۔ تم اپنی اہمیت بڑھا رہے ہو۔۔۔ تمہیں ایسا ہی ہونا چاہیے۔۔۔ اور بڑھا لو اپنی قیمت۔۔۔ میں دینے کے لیے تیار ہوں۔ مہنگی چیزیں خریدنے کا مجھے شوق ہے۔۔۔"

کبھی خود بک چکے ولید کو لگتا تھا دنیا میں سب بکنے کے لیے ہی موجود ہیں۔

عالیان اندر ہی اندر ہنسا۔۔۔ یہ شخص تھوڑی دیر کے لیے بھی ایک اچھا باپ ہونے کی اداکاری نہیں کر سکا۔

"میری قیمت آپ نہیں چکا سکتے۔" طنز سے کہہ کر وہ تیزی سے جانے لگا۔ کبھی ایسے ہی اس کی ماں بھی اس کے سامنے کھڑی ہو گی اور وہ پشت دکھا دکھا کر جاتا ہو گا۔۔۔

"اگر مجھے تمہاری ضرورت ہے تو تمہیں بھی کہیں نہ کہیں میری ضرورت ضرور ہو گی عالیان ولید۔۔۔!"

قریب رکھے میز پر انگلیاں بجا کر اس نے کہا۔
"دنیا میں کوئی ایسا کھیل نہیں جسے ایک ہی انداز سے جیتا جا سکے۔" ولید البشو اس فلسفے پر یقین رکھتا تھا۔ عالیان پہلے سے زیادہ نفرت سے پلٹا۔
"دنیا میں آپ وہ آخری انسان بھی نہیں ہوں گے۔ جس کی مجھے ضرورت ہوگی۔ لکھ کر محفوظ کرلیں میں کبھی آپ کی طرف نہیں لوٹوں گا۔"
"ہوں۔" ولید البشو کے لب وا ہوئے۔
"عالیان ولید۔ تمہیں میرے نام کی۔ میری موجودگی کی ضرورت ہے۔" انگلیاں اور تیزی سے میز پر بجنے لگیں۔
"باقی ماندہ زندگی کے لیے یہ خوش فہمی آپ پال سکتے ہیں۔" وہ پلٹ کر جانے لگا۔
"پھر سوچ لو۔ ان کاغذات پر سائن کردو اور میرے ساتھ چلو۔"
یہ ایک ایسا انداز تھا کہ جیسے ولید البشو اس پر کوئی احسان کررہا ہے۔
"مجھے اپنا باپ مانو نہ مانو۔ ایک تجربہ کار انسان ہی مان لو۔ اس ایشیائی لڑکی کے پاس کوئی تو وجہ ہوگی جو اسے تم سے زیادہ ضروری تھی۔"
پہاڑیوں میں چھپ کر بیٹھے دشمن کے زہر بجھے تیر کی طرح جو فاتح کی پشت پر لگتا ہے اور اس پر فتح کا سورج حرام کردیتا ہے۔ عالیان کی پشت پر تیر بن کر یہ آخری بات لگی اور اس نے جھٹکے سے گھوم کر اسے دیکھا۔ دنیا میں جتنی کراہیت آمیز چیزیں تھیں ان کے بوجھ تلے اس نے خود کو پایا۔

☆ ☆ ☆

اجنبی نمبر سے کال تھی۔ وہ آخری لیکچر لے کر نکل رہی تھی۔
"میں ولید البشو۔ عالیان کا باپ بات کررہا ہوں۔"
اس کی ہیلو کے جواب میں فوراً کہا گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس سے آگے کیا بولے۔

"تم نے پیسے لینے سے انکار کیوں کردیا؟"
"میں نے یہ پیسوں کے لیے نہیں کیا۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔
"پھر کس لیے کیا ہے؟"
"عالیان میرا دوست ہے۔ میں صرف یہ چاہتی تھی کہ وہ اپنے پاپا سے ملے۔"
"بس صرف اس لیے؟"
"جی۔"
"تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟"
"پاکستان سے۔"
"مسلمان ہو؟"
"جی۔!"
بہت دیر خاموشی رہی کہ اسے لگنے لگا کہ فون بند کردیا جائے گا۔
"عالیان تمہارا کتنا اچھا دوست ہے؟"
وہ خاموش رہی۔
"تم نے اس سے کبھی پوچھا نہیں کہ اس کا باپ کہاں ہے؟"
"میں نے پوچھنا چاہا تھا۔" وہ بات کرتے جھجک رہی تھی۔
"تو۔؟"
"وہ اس بارے میں بات کرنا نہیں چاہتا تھا۔"
"لیکن تم میرے بارے میں جاننا چاہتی تھیں۔ کیوں؟"
وہ پھر سے خاموش ہوگئی اور دوسری طرف بھی خاموشی چھائی رہی۔
"عالیان سے شادی کرنا چاہتی ہو؟"
اس سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔
"میں نے تمہاری دونوں فون کالز کی ریکارڈنگ سنی ہے۔ مجھے یہ اندازہ فوراً ہوگیا تھا۔ گھبراؤ نہیں۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کرسکتا ہوں۔؟"
"آپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اسے یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ میں نے آپ کو سب بتایا ہے۔ شاید اسے اچھا نہ لگے۔" اس کی آواز اور زیادہ

کانپنے لگی۔

"اسے اپنے باپ سے ملنا ضرور اچھا لگے گا۔۔۔ میں سب سمجھ گیا۔ تمہارا شکریہ۔۔۔ تم یقیناً "میرے بیٹے کے لیے اچھے جذبات رکھتی ہو۔۔۔ کیا نام ہے تمہارا؟"

"مرحہ!"

"مرحہ۔۔۔! تم سمجھ دار ہو کیوں کہ تم جانتی ہو کہ ایک باپ کا ہونا کس قدر ضروری ہے۔۔۔ اس پر اصرار کرتی رہنا مرحہ۔۔۔! میں اور میرا بیٹا جلد تم سے ملیں گے۔"

☆ ☆ ☆

"تم بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو کہ کیا وجہ ہوگی۔۔۔ اس نے پیسے بھی لینے سے انکار کر دیا اور تمہارے بارے میں سب بتا بھی دیا۔۔۔ اس نے یہ نیکی یقیناً "اپنے لیے کی۔۔۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مذہب اسلام اپنایا ہے اور وہ لڑکی بھی مسلمان ہے۔۔۔"

اس کے وجود میں جلتی آگ کی تپش نقطہ عروج پر جا پہنچی کہ اس کی کھال پگھل جانے کو ہو گئی۔

"اچھے مسلمان خاندان بنا باپ کے ناجائز اولادوں کو اپنی بیٹیاں نہیں دیتے۔۔۔" عالیان سن سا ہو گیا۔ اس کے منہ پر چانٹا پڑا۔

"اس نے میرے آدمی سے ایک ہی سوال کیا تھا۔۔۔ مارگریٹ کے بیٹے کو اس کا باپ ہی ڈھونڈ رہا ہے نا۔۔۔ اور جب اسے معلوم ہو گیا کہ باپ ہی ہے تو جیسے اس کی کوئی بڑی مشکل آسان ہو گئی۔ تم ایک آزاد معاشرے میں رہتے ہو، لیکن باپ کا سوال "آج بھی مہذب معاشروں میں پہلے پوچھا جاتا ہے۔۔۔ باپ کے نام کے بغیر تم ناجائز ہو۔۔۔ میں کہاں ہوں اس بارے میں لوگ پوچھتے تو ہوں گے۔" ولید رکا۔ جیسے اب سارے کام ہو گئے۔

"اس عورت کے نام کے ساتھ تم کسی مسلم خاندان میں شامل ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔ میرے بغیر تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔۔۔؟" ولید البشر نے اس آخری بات سے عالیان کو ایسے ذلیل کر دیا جیسے مارگریٹ اور اس کی اولاد کی ہتک کا حق صرف اسی کے پاس ہے۔

اور اس نے اس حق کا ٹھیک ٹھیک استعمال کیا۔

"تمہاری غیر مسلم ماں کے بارے میں آسانی سے یہ سوچ لیا جائے گا کہ وہ کس طرح کی۔۔۔"

"اپنی زبان کو لگام دو۔" عالیان دھاڑا۔ "کس نام اور کس خون کی بات کر رہے ہو۔ لعنت تو تم ہو۔"

"تم اس ملعون عورت کا خون نہ ہوتے تو جانتے کہ باپ کے ساتھ کیسے پیش آیا جاتا ہے۔"

"میں تمہارا ملعون خون نہ ہوتا تو اچھا ہوتا۔" اس نے اس کرسی اور میز کو طیش میں پیر سے ٹھوکر ماری، جس کے پاس وہ کھڑا تھا۔ باہر کھڑے گارڈز اندر لپکے۔ ولید نے اشارے سے انہیں روکا۔

"تم میرے کام آجاؤ۔ میں تمہارے کام آجاؤں گا۔ ڈیل سمجھ لو۔ اتنے جذباتی نہ ہو۔"

"تھو ہے اس ڈیل پر۔"

"پرسکون ہو جاؤ۔ تم جانتے نہیں کہ تم کس عورت کی اتنی طرف داری کر رہے ہو؟"

"ہاں جسے تم نے مار ڈالا۔" اس نے غصے میں ایک اور کرسی کو ٹھوکر ماری۔ "تم نے اسے اپنے جال میں پھانس لیا تھا۔ وہی جال کاٹتے کاٹتے وہ مر گئی۔"

"وہ اپنے پیچھے ان مردوں کو روتا چھوڑ گئی جن کے ساتھ وہ ہر رات۔۔۔"

عالیان نے جھپٹ کر اس کے کوٹ کا کالر پکڑا اور گھونسا اس کے منہ کے قریب لایا۔ دونوں گارڈز فوراً اس پر جھپٹے۔

"میری تربیت اچھے ہاتھوں میں نہ کی ہوتی۔ میں ایک مسلمان نہ ہوتا تو تمہارا گلا دبوچ لیتا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مجھ سے بچا نہ سکتی ولید!" گارڈز اسے پوری قوت سے پیچھے کھینچ رہے تھے اور وہ چلا رہا تھا۔

"اگر ایک بھی اور لفظ ماما کے بارے میں کہا تو میں یہ بھی کر گزروں گا۔" اس نے خود کو گارڈز سے آزاد کروا لیا اور انگلی اٹھا کر چلایا۔

"تم وہ غلاظت ہو، جس میں میری ماں اپنی بدنصیبی سے جا گری۔ اگر میرا بس چلے تو میں اپنا جسم چھیل ڈالوں تاکہ تمہارے غلیظ خون کا ایک قطرہ میرے جسم میں نہ رہے۔" ولید البشر ششدر رہ گیا۔

"ساری دنیا کی دولت میرے آگے ڈھیر کرو گے۔ تو بھی اب مجھ سے اپنے لیے احترام کا ایک لفظ نہیں سن سکو گے۔ مجھے تمہاری ضرورت کبھی نہیں پڑے گی۔ وہ میری آخری سانسیں ہی کیوں نہ ہوں۔ میں زندگی مستعار لینے کے لیے تب بھی تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔"

✡ ✡ ✡

پرنٹ ورک کی حدود سے وہ ایسے نکلا جیسے بندوق سے گولی۔ اگر وہ ذرا سی دیر اور رک جاتا تو ولید البشر کا گلا اس وقت تک دبوچے رکھتا جب تک وہ حلق سے آخری سانس نہ اگل دیتا۔ اس نے زندگی میں کبھی اس شخص سے ملنے کی چاہ نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا وہ شخص اس کے سامنے آئے گا تو خود وہ انسانی رتبے سے گر جائے گا۔

"اگر وہ کبھی تمہارے سامنے آجائے تو تحمل سے کام لینا۔" ماما اسے نصیحت کر چکی تھیں۔ "مجھ سے وعدہ کرو۔" "تم صبر سے کام لو گے۔ تم ایک اچھا انسان ہونے کا ثبوت دو گے۔ تم میری تربیت کی لاج رکھو گے۔"

وہ سائیکل کو سڑک پر اڑا رہا تھا۔ اسے سڑک پر کوئی بس گاڑی نظر نہیں آرہی تھی۔ اپنا گرم کوٹ وہ ہارٹ راک میں پھینک آیا تھا۔ اپنی شرٹ کے بٹن اس نے کھول دیے تھے کف الٹ دیے تھے۔ اس کی شرٹ ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ اتنی ٹھنڈ بھی اس کی گرمی کم کرنے میں ناکام تھی۔

اس کی خون رنگ آنکھیں ٹمٹما رہی تھیں۔

اب اس کی سمجھ میں آگیا کہ ماما نے گھر آنے سے منع کیا کر دیا تھا، وہ اس کا پتا کرتا گھر تک پہنچ چکا تھا اور گھر والوں تک بھی۔ اگر ماما کی اور اولادیں نہ ہوتیں تو وہ اس سے پہلے اس تک پہنچ چکا ہوتا۔ اس کا باپ اپنے ڈوبتے ہوئے جہاز کو بچانے کے لیے اسے ڈھونڈ رہا تھا۔

اپنی لین میں چلتی کار سے آگے نکل جانے میں وہ اسی کار سے ٹکرا گیا اور رگڑے کھاتا ہوا سڑک پر گرا۔ اسے کوئی دعا لگی۔ کار اس کے اوپر سے نہیں گزر گئی۔ اس کے ہاتھ اور گھٹنے چھل گئے۔ جس گال پر ولید البشر اپنا ہاتھ رگڑتا رہا تھا، وہاں سرخ لکیریں بن گئیں، اور ___ ان میں سے خون رسنے لگا۔

اس نے اسے ایک ٹوکن سے زیادہ اہمیت نہ دی، جس کے ڈالتے ہی اس کی پیسوں کی مشین چلنے لگتی۔

"کیا تم ٹھیک ہو؟" کار والا جلدی سے باہر نکل کر اس کے پاس آیا۔ جبکہ وہ سائیکل کھڑی کر کے اس پر سوار ہو چکا تھا۔ ٹھنڈی ہوا اس کے تازہ زخموں کو ادھیڑنے لگی اور ان میں سے گرم خون رسنے لگا۔

وقت ایک شرارہ ہے۔ جلا دینے پر قادر۔

دونوں ماں بیٹا ایک سے نصیب کے حامل تھے۔

دونوں نے ایک ہی انسان کے ہاتھوں ذلت اٹھائی۔

دوبارہ وہ کسی کار سے نہ ٹکرا جائے اس نے اپنی آنکھیں رگڑیں۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"مجھے غلط مت سمجھنا۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ مجھے اپنے ماضی کے بارے میں کچھ بتاؤ۔"

"تم غلط وقت پر پوچھ رہی ہو۔"

"جانتی ہوں۔ وہ سب کہنے سے پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔ پھر بھی۔ مجھے اپنے فادر۔"

"میرا کوئی باپ نہیں ہے امرحہ! صرف ایک ماں تھی، جو مر گئی۔"

"اچھے مسلمان خاندان بنا باپ کی ناجائز اولادوں کو بیٹیاں نہیں دیتے۔"

"باپ کا سوال آج بھی مہذب معاشروں میں پہلے پوچھا جاتا ہے۔ باپ کے نام کے بغیر تم ناجائز ہو۔"

"تمہاری غیر مسلم ماں کے بارے میں آسانی سے

یہ سوچ لیا جائے گا کہ وہ کس طرح کی.... تم اس ملعون عورت کا خون۔"

"ملعون عورت۔ ملعون عورت۔"

"اور اپنے پیچھے ان مردوں کو روتا چھوڑ گئی جن کے ساتھ وہ ہر رات۔"

آتش فشاں پھٹنے سے پہلے جو اس کے اندر دھماکے ہوئے تھے' وہی دھماکے اس میں زلزلہ برپا کرنے لگے۔ ایک خیال اس کے ذہن سے ہو کر گزرا' اسے سڑک کی مخالف لین میں گھس جانا چاہیے اور سامنے سے آنے والی کسی بس سے ٹکرا جانا چاہیے۔

ولید البشر اسے کیسے جتا گیا تھا کہ اس کا نام اس کے لیے کتنا ضروری ہے۔ اس کی پاک بازماں کے لیے آج بھی وہی انداز اپنایا گیا تھا جو سالوں پہلے اپنایا گیا تھا۔ وقت اس زندہ کے لیے بھی نہیں بدلا تھا اور مردہ کے لیے بھی نہیں۔ وقت نے اس کے درجات میں تبدیلی کی تھی تو بس اتنی کہ اسے اور پستی کی طرف لے گئے تھے۔

اس عورت نے ایسا کون سا گناہ کیا تھا کہ اسے عزت کے لائق سمجھا جا رہا تھا نہ محبت کے۔ اس نے کہاں کیا گستاخی کی تھی کہ مرنے کے بعد اسے زندہ رہ جانے والے روند رہے تھے۔ اس کے لیے رویا نہیں گیا۔ پچھتایا نہیں گیا۔ اس کی ریاضت اتنی کھوٹی تھی کہ اسے لفظوں میں سب سے بدتر الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے۔

اور عالیان نے پہلی بار سوچا۔ "میری ماں مارگریٹ جیسی بدنصیب عورت نہیں ہونی چاہیے۔"

ولید اسے بھی استعمال کر گیا تھا' ولید اسے بھی استعمال کرنے ہی آیا تھا۔ جو عورت اس کے فراق میں مرگئی تھی وہ اس پر پھر سے لعنت بھیجنے آیا تھا۔ اس کا اکلوتا خونی رشتہ اس کا خون پی گیا تھا۔

اس کے جسم میں جابجا سوراخ ہو گئے تھے اور ان سوراخوں سے وہی کراہیں سنائی دینے لگی تھیں جو اس کی ماں کے وجود سے پھوٹتی تھیں۔

اس نے سائیکل کو اسٹور کے باہر پھینکا اور بھرپور طاقت سے شیشے کے دروازے کو دھکیل کر اس کے سر پر پہنچا۔

دور کھڑے ورکرز نے اس کے انداز کو حیرت سے دیکھا۔ وہ اس لڑکے کو جانتے تھے۔ وہ کافی عرصے بعد اسٹور میں آیا تھا اور ایک نئے اور عجیب انداز میں آیا تھا۔ وہ اس کے سر پر پہنچا اور اس کا بازو گھسیٹ کر کھڑا کیا اور اسٹور سے باہر لے گیا۔

"ولید کو فون کر کے تم نے بتایا تھا میرے بارے میں؟"

اس کی آواز بلند تھی اور اس کا انداز۔ اس کی آنکھیں۔ اف! امرحہ کا دل چاہا' وہ اپنی آنکھیں بند کر لے اور اپنے سکڑتے دل کو بند ہو جانے کا عندیہ دے دے۔

اس کی پلکیں لرز رہی تھیں اور اس کا انداز اس کے گال پر موجود خراشوں سے رستا خون تکلیف سے اس کی بے نیازی ظاہر کر رہا تھا۔ اس کے بازو پر موجود اس کا ہاتھ اتنا گرم تھا کہ اس کی کھال میں گرم سلاخ کی طرح گھس رہا تھا۔

وہ سہم گئی۔ اس نے اس کا ایسا شدت پسندانہ انداز پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"عالیان!" اتنی ہی آواز نکل سکی۔

"ولید کو فون تم نے کیا تھا؟" وہ دھاڑا۔

اسٹور کا منیجر اسٹور سے باہر نکل آیا تھا۔ اسٹور کے اندر کام کرتے ورکرز کام روک کر اور کسٹمرز جوتوں سے نظریں ہٹا کر شیشے کی دیوار کے پار کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔ سڑک پر چلتے کچھ دوسرے لوگ چونک کر ان کی طرف دیکھ کر گزر رہے تھے۔

"کیا ہوا۔ ہے۔ تمہیں۔" خوف سے اس کا سانس رک جانے کو تھا۔

"تم نے فون کیا ہے نا؟" وہ پوری قوت سے پھر سے چلایا اور اس کا گرم ہاتھ اس کی کھال میں گھسنے لگا اور وہیں اس کا خون جم گیا۔ اس کے دل میں تکلیف اٹھی' اور اس نے مرجانا چاہا۔

"صرف اس لیے عالیان کہ مجھے۔"

اس کا جملہ گال پر پڑنے والے طاقتور تھپڑ سے درمیان میں ہی رہ گیا۔ اور اس کے سفید گال پر اپنے ثبت ہونے کا نشان چھوڑ گیا۔

ہونٹوں کے کنارے تھر تھرائے۔ آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں۔ اور اس نے جان لیا "سب ختم"

یورپ کا سفر پچھم میں تمام ہوا۔ اور سورج ڈوب گیا۔

پروگ (جدائی) نے اپنی آمد کا طبل بجایا۔

اب وہ اس کا عالیان رہا نہ وہ اس کی امرحہ۔

اور پھر اس قموش نے بدہیت ہوتے ہوئے انگلی اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ تھپڑ تمہیں اس وقت پڑنا چاہیے تھا' جب تم نے میری ماں کی بے عزتی کی تھی۔ یہ تھپڑ ولید کو بھی اس عورت کے ہاتھوں پڑنا چاہیے تھا جو میری ماں تھی۔ اب میں دنیا میں کسی شخص کو یہ اجازت نہیں دوں گا کہ وہ میری ماں پر انگلی اٹھائے۔" الفاظ کی ادائی میں ایسی ٹوٹ پھوٹ تھی جیسے وہ صدیوں سے لکنت زدہ رہے ہوں۔

آج سے پہلے اس کی آواز ایسے اونچی نہیں ہوئی تھی۔ آج سے پہلے وہ ایسے بے قابو نہیں ہوا تھا۔

امرحہ کا عالیان۔ وہ اس روپ کا سوداگر کیونکر ہوا؟ اگر اس کے ہاتھ میں مشعل دی جاتی تو وہ دنیا کو آگ لگانا شروع کر دیتا اور شروعات خود سے کرتا۔

میری ماں کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ولید سے محبت تھی اور میری تم سے۔" اس کے لکنت زدہ جملوں نے ادائی میں بھر وقت لیا۔

"تم ہر بار نئے انداز سے دکھ دیتی ہو۔ کتنی ظالم ہو تم امرحہ۔" ان آخری جملوں نے صدیوں سے بھی کہیں آگے کا سفر طے کیا اور اس کی زبان سے ادا ہوئے۔

اس کے ان الفاظ پر امرحہ کا جی چاہا' مر جائے۔

وہ اسٹور کے ایک طرف گری اپنی سائیکل کی طرف لپکا۔ اس کی ناک سے خون نکلنے لگا تھا۔ اس کی ویسٹ پر قطرے گر رہے تھے۔ اس کے پاس اس خون سے نبٹنے کا جذبہ باقی نہیں رہا تھا۔ وہ کس کس زخم کی رگ کر دیکھ بھال کرتا۔

امرحہ اس کے پیچھے لپکی اور اس کا بازو پکڑ لیا۔

"مجھے معاف کر دو عالیان۔"

اس نے جھٹک کر اپنا بازو اس سے آزاد کروایا اور گری ہوئی اپنی سائیکل اٹھانے لگا۔ خون کے قطرے سڑک پر گرے۔

"میں نے یہ سب اس لیے کیا۔ تمہارے لیے کیا۔ عالیان! بہت محبت کرتی ہوں میں تم سے۔" پہلی بار اس نے عالیان کے سامنے اس محبت کا اقرار کیا۔ ناحق کیا۔

"یہ سب دادا کے لیے۔ میں تو۔ میری بات سنو اللہ کے لیے۔"

"میرے لیے اب تم مر چکی ہو امرحہ۔" گیلی ناک کو اس نے آستین سے رگڑا۔

اس کے خون اور اس کی آنکھوں پر امرحہ کی نظریں گڑی تھیں۔

"تمہارے بغیر میں مر ہی جاؤں گی۔ پلیز میری بات سن لو۔" اس نے لپک کر پھر سے اس کا بازو مضبوطی سے تھام لیا۔

وہ سائیکل پر بیٹھ چکا تھا۔ "جاؤ کر دیکھو یہ بھی۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

خون آلود آستین کو اس نے امرحہ کی گرفت سے آزاد کروایا۔

"اگر فرق ہی دیکھنا ہے عالیان! تو چلو پھر مر کر دیکھتے ہیں۔" وہ استہزائیہ ہنس دی اور ساتھ ہی رو دی۔

وہ سائیکل لے کر چلا گیا۔

برہ کی نزولیت نے آسمان تک بلند قلعے کھڑے کرنا شروع کر دیے۔ اس نے اسے جاتے دیکھا۔

وقت نے اپنے تھال سے "رمز حقیقی" کا پہلا سکہ اچھالا۔

اس نے خود کو اکیلے کھڑے پایا۔

وقت نے اسی تھال سے "خط تقدیر" کا دوسرا سکہ اچھالا۔

اس پر انکشاف ہوا وہ اسے اپنے ساتھ نہ لے گیا۔
تیسرے سکے کا وار وقت نے اس کے دل پر کیا جو "فراق یار" کا تھا اور وہ رونے لگی۔

اے آنکھ تو کیوں روتی ہے
نگاہ محبوب نے مجھے ایک داستان سنائی
اے آنکھ پھر تو کیوں روتی ہے
وہ داستان عشق تھی
اے آنکھ پھر تو رونا بند کر۔
اس میں میرا نام تھا جو اب مٹ چکا
ہاں اب تو رو۔۔۔۔

☼ ☼ ☼

اندھیرا رات کی تاریکی سے نہیں نصیب کی تاریکی سے بڑھ جاتا ہے۔
اندھیرا دکھ کا ہم جولی۔
ایسا اندھیرا پھر جس کی تاریکی میں جلد کوئی سورج طلوع نہیں ہوتا۔

ناک سے بہنے والا خون تھک کر رک چکا تھا۔ اس نے اتنی زحمت بھی نہیں کی تھی کہ ٹشو ہی ناک پر رکھ لیتا۔ درپردہ اس نے اپنی جان لینے کی کوشش کی تھی شاید۔ وہ اس وقت اس کیفیت میں نہیں تھا جس میں "میں کتنا دکھی ہوں" سوچا جایا کرتا ہے وہ اس وقت اس کیفیت میں تھا جس میں کوئی سوچ کام نہیں کرتی۔

کرسی پر وہ چپ بیٹھا تھا۔ ہاتھ گود میں تھے۔ کمرا اندھیرے میں۔ اور وہ خود "گمشدہ"

سائی اس کے کمرے کا دروازہ بجا رہا تھا لیکن ایسا نہیں تھا کہ وہ کھول نہیں رہا تھا بس ایسا تھا کہ وہ سن نہیں رہا تھا۔ سائی کو سادھنا نے فون کیا تھا اور وہ فوراً اس کے کمرے کی طرف لپکا تھا۔ کارل موجود نہیں تھا جاب سے آف ہونے کی وجہ سے وہ کلب چلا گیا تھا اور یقیناً "پاگلوں کی طرح ناچ رہا ہوگا" اسی لیے فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ صرف وہ ہی اس کا کمرا کھول سکتا تھا اور جب اس نے فون اٹھا لیا تو آنے میں اسے ذرا وقت نہ لگا۔

سائی نے مختصراً اسے سب بتایا اور کمرا کھول کر کارل سائی کو باہر ہی چھوڑ کر عالیان کے پاس آگیا۔

کارل اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تو عالیان کو اس کی موجودگی کی خبر ہوئی۔ اس نے آنکھیں اٹھا کر کارل کو دیکھا تو کارل کے لیے گھٹنوں کے بل بیٹھے رہنا مشکل ہو گیا اس کا دل رک کر پھر چلا۔

"عالیان!" اس نے اس کے زخم خوردہ گال پر ہاتھ پھیرا اور اس کی اپنی آنکھیں نمی سے چھلک جانے کو ہو گئیں۔ جب اس پر پہلی بار یہ ادراک ہوا تھا کہ وہ دنیا میں اکیلا ہے تو اس کی آنکھیں ایسی ہو گئی تھیں اور اس کے بعد اب۔ اس نے زندگی میں جس پہلے انسان کے ساتھ محبت کی تھی وہ عالیان تھا اور جس کے لیے وہ آگ میں کود سکتا تھا وہ بھی عالیان ہی تھا۔

اس نے گود میں رکھے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اور اس پر ظاہر ہوا جیسے اس نے کسی مر چکے انسان کے ہاتھوں کو چھو لیا۔ ان ہاتھوں میں زندگی کی بوجھل تپش بھی ناپید تھی۔

اس کے بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کے ناخن جڑ سے اکھڑے ہوئے تھے اور اتنی تکلیف پر بھی وہ کیسے خاموش تھا۔ اس میں سہن زیادہ تھی یا فراموشی

"تم کب بڑے ہو گئے عالیان؟" اس نے اس کے سر کے بال نرمی سے مسلے اور اس کی لاپتا نظروں کا پتا کرنا چاہا۔ پھر وہ اٹھ کر اس کی وارڈروب تک آیا اور نچلے خانے میں رکھا فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ کر روئی سے اس کے گال صاف کرنے لگا۔ اس کی ناک کے پاس خون کے لوتھڑے جمے تھے۔ انہیں اس نے نرمی سے صاف کیا اور پھر ان ناخنوں کو جو سارے اکھڑ چکے تھے لیکن ذرا سے جڑ کے ساتھ چپکے ہوئے تھے کٹر سے کاٹا اور عالیان نے "سی" بھی نہ کی۔

"تمہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ میری کچھ سانسیں تم میں سے راستہ بنا کر مجھ تک آتی ہیں اور یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ کارل کا شمار بھی بدنصیبوں میں ہوتا اگر اس کے پاس عالیان نہ ہوتا۔"

"وہ مجھ سے ملنے بھی آیا تو اپنے فائدے کے لیے

کارل! میرا باپ اس نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ میں اس کے بغیر کیسے رہا۔ اتنے سال۔ میں نے اس کے بغیر کیسے گزارے۔ میری ماں کب اور کیسے مرگئی۔ اس کی قبر کہاں ہے۔ وہ کتنی تکلیف میں رہی۔ اس پر کیا کیا بیتی۔ کوئی ایک بھی بات اس نے نہیں پوچھی۔"

عالیان نے بولنا شروع کردیا اور کارل نے خود کو کئی راتوں اور کئی دنوں تک سننے کے لیے تیار کرلیا۔ اس نے عالیان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے رکھے تھے اور وہ انہیں نرمی سے تھپک رہا تھا۔

دوسری طرف امرحہ سائی کے سامنے کھڑی تھی۔ دونوں ہال کے بیرونی گیٹ کے باہر کھڑے تھے۔

"ابھی وہ ٹھیک نہیں ہے۔ تمہارا اس سے ملنا ٹھیک نہیں ہے۔" سائی نے قدرے سختی سے کہا۔ ایسی سختی سے جو اس کے مزاج کا خاصا نہیں تھی۔

"وہ غصے میں نہیں تکلیف میں ہے سائی! میں نے سب نیک نیتی سے کیا۔ میرا یقین کرو۔"

"نہیں، تم نے نیک نیتی سے نہیں سنگدلی سے کیا۔ اپنے لیے کیا امرحہ! تمہیں اپنے خاندان کے لیے اس کا خاندان چاہیے تھا۔ تمہیں اس سوال کا جواب معلوم کرنا تھا کہ وہ جائز ہے یا ناجائز۔ تمہیں اس پر ایک لیبل چاہیے تھا۔ "اس کے خاندانی ہونے کا۔"

تم ہر بات میں مجھ سے مشورہ کرتی ہو نا امرحہ! تم نے اس بات کو لے کر مجھ سے مشورہ کیوں نہیں کیا، اگر تم مجھ سے پوچھتیں تو میں تمہیں منع کردیتا۔ امرحہ اتنی سیدھی سی بات تم نہیں سمجھ سکیں کہ خاندان لاپتا نہیں ہوا کرتے وہ خود کو لاپتا کرلیتے ہیں۔ اگر کوئی اس کا باپ تھا تو وہ اب تک کہاں تھا۔ اس نے بے سہارا بچوں کے ادارے میں پرورش کیوں پائی۔ ایک دوسری خاتون نے اس کی ماں ہونے کا فریضہ کیوں ادا کیا اور اسی خاتون نے اس کے باپ کو اس کے بارے میں کیوں نہیں بتایا۔ وہ اسی حالت سے ڈرتی تھیں جس حالت میں اب عالیان ہے۔ تم تھوڑی سی عقل استعمال کرتیں تو سب سمجھ جاتیں۔"

امرحہ کی آنکھوں نے اس کی ذات کے اندر کی ویرانیاں بہت تفصیل سے دیکھیں۔

"میں اس سے محبت کرتی تھی۔ اس کے لیے ہر حد سے گزر گئی۔"

"ہر حد سے۔ ہاں تم گزر گئیں۔ اور دیکھو اسے کتنی تکلیف ہوئی۔ کیا کبھی تمہیں عالیان نے کوئی تکلیف دی۔"

اس نے تاں میں سرہلانا فرض جانا۔

"امرحہ! پہلے تم خود یہ فیصلہ کرلو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ جب اس نے تمہیں پرپوز کیا تو تم نے کہا تم اس سے محبت کرتی ہو لیکن اس محبت کو اپنا سکتی ہو نہ اس کا اعلان کرسکتی ہو۔ تمہیں اس سے الگ رہنا ہے۔ پھر تم نے کہا کہ تم اس کے بغیر نہیں رہ سکتیں اور تم اپنے گھر والوں سے بات کرنا چاہتی ہو۔"

"میں نے دادا سے بات کی تھی۔" اس کی روح نے اس کے جسم کو اکیلا چھوڑنا شروع کردیا۔

"امرحہ۔! ایک سیدھی سی بات ہے وہ جہاں ہے جیسا ہے۔ تمہیں اسے ایسے ہی قبول کرنا ہے۔ تم اس کے معاشرتی رتبے کو بدل کر ہی اسے اپنا نہیں سکتیں۔ یہ منافقت ہوگی۔ تم ایسے اس کا حساب کتاب نہیں کرسکتیں۔ یہ کوئی کھیل نہیں ہے کہ جب تم کھیل سکو تو ٹھیک، ورنہ تم چھوڑ کر چلی جاؤ کہ تم نہیں جیت سکتیں۔ اور جاتے جاتے تم اسے ہرا جاؤ۔ کبھی غور کیا ہے امرحہ کہ تم نے اس شخص کا کیا حال کردیا ہے۔ تم سے پہلے وہ اور کارل سب کا ناک میں دم کیے رکھتے تھے۔ پڑھنے کے علاوہ جو انہیں دوسرا کام ہوتا تھا وہ شرارتیں تھا، یہاں سے جانے والا ہر اسٹوڈنٹ یونیورسٹی کو بھول سکتا ہے لیکن اسے نہیں۔ اس کی ایک زندگی تھی ہنستی مسکراتی، کھلکھلاتی ہوئی۔ اور تم نے خود یہ قبول کیا تھا کہ تم جانتی تھیں کہ وہ تمہیں کس قدر پسند کررہا ہے اور تم نے یہ ہونے دیا۔ تم کیا اختتام چاہتی ہو اب اس سارے قصے کا امرحہ۔ کہ سب ٹھیک ہوجائے۔ تم امرحہ پہلے خود کو ٹھیک کرو۔ فیصلہ کرو اور خود کو سناؤ۔"

سائی ذرا دیر کے لیے رکا۔

"لیکن اس سے پہلے میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ فی الحال عالیان سے دور رہو۔"

امرحہ نے گیلی ہو چکی دل کی دھرتی سے آنکھیں اٹھا کر سائی کو دیکھا۔ "ہر طرف سے اسے دور رہنے کے فیصلے سنائے جا رہے تھے۔"

"اس کے فادر اسے پہلے سے ہی ڈھونڈ رہے تھے۔"

"ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ لیڈی مہر نے مجھے بتا دیا تھا سب۔ جب اتنے عرصے تک وہ انہیں عالیان سے دور رکھتی رہیں تو تم نے یہ کامیابی انہیں کیوں حاصل کرنے دی۔

تمہیں لگا کہ وہ عالیان کے ساتھ ٹھیک نہیں کر رہیں؟ اسے اس کے باپ سے ملنے نہیں دے رہیں؟"

"ہاں۔" اس نے سچ بولا۔

"جب تم نے مجھے بتایا تو میں نے دعا کی کہ یہ حرکت تمہارے حق میں جائے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ امرحہ ہم میں سے کون ہے جو تمہارا برا سوچتا ہے۔ تمہیں ہماری کوئی ایک بات تو ماننی چاہیے تھی۔"

سائی کتنا ٹھیک کہہ رہا تھا۔ اس نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ دادا کے پاس چلی جائے اور انہیں سمجھائے۔ لیکن اسے یہ خوف تھا کہ دادا اسے واپس ہی نہیں آنے دیں گے۔

"پہلی بار مجھے دکھ ہوا امرحہ! کہ میں ایک سخت دل انسان کا دوست ہوں۔"

"اس کے جدا ہونے کے خیال سے میرا دل سخت ہو گیا۔" اس نے اپنا جرم مان لیا۔

"اس نے خود کو ویرا کے قریب کیوں ہو جانے دیا۔" یہ وہ دکھ تھا جو اسے ساری زندگی نہیں بھولنے والا تھا جو اس کی آخری سانس تک اسے بنجر کیے رکھنے والا تھا۔

"تم نے اسے دور کیوں ہو جانے دیا۔؟"

"اس کی محبت میرے لیے اتنی جلدی ختم ہو گئی؟"

"اب تمہاری محبت اس کے لیے ایک دم سے اتنی جاگ اٹھی کہ تم یہ سب کر گزریں۔ یا تمہیں یہ سوچ کر سکون ملتا رہا ہے کہ وہ محبت تو تم سے ہی کرتا ہے نا۔ اور تمہیں یہ دکھ ہوا کہ وہ کسی اور کی طرف کیوں متوجہ ہوا۔ اسے تمہارے پیچھے ہی رہنا چاہیے تھا اور پھر جو چاہے تم اس کے ساتھ کرتیں۔ ویرا نے خود اسے پرپوز کیا اس نے اسے بڑھاوا نہیں دیا تھا۔ وہ اس کا دوست تھا۔ اگر ــــ محبت کو ایک طرف رکھ دیا جائے۔ تو امرحہ اور ویرا میں سے عالیان کے لیے بہتر کون ہے۔ میں چاہوں گا تم اس بارے میں بھی سوچو۔"

امرحہ نے سیاہ ــــ پتلیاں غیر مرئی نقطے سے ہٹا کر سائی کی طرف دیکھا اور دیکھتی ہی رہی۔ "ویرا" اسے کچھ وقت لگا یہ نام بڑبڑانے میں۔

"ہاں اگر محبت کو ایک طرف رکھ دیا جائے تو امرحہ میں کیا ہے؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

"کتنی ہی امرحہ ہوں گی دنیا میں۔ لیکن کتنے بہت سے عالیان نہیں ہوں گے۔"

"پال کے حملے کے بارے میں جب ہمارے ہال میٹ نے بتایا تو ہم سب بیٹ پر ہاتھ رکھے شاہ ویز اور کارل کے تھیٹر پر ہنس رہے تھے اور اسی وقت اس کی ہنسی ایسے رک گئی جیسے دوبارہ وہ کبھی نہیں ہنس سکے گا' وہ ساری رات نہیں سو سکا امرحہ۔ جے پیٹرسن نے تین لوگوں کی ڈیوٹیاں نہیں لگائی تھیں اس نے لگائی تھیں۔ وہ کارل اور ویرا' کتنی ہی راتیں تمہیں خاموشی سے گھر تک بحفاظت چھوڑ کر آتے رہے' انہوں نے ظاہر کر کے تم پر احسان نہیں جتایا۔ تمہاری ہمت' بہادری' حکمت کو انہوں نے صرف تمہارا ہی رہنے دیا۔ تمہیں ایسے لوگوں کی قدر کرنی چاہیے۔ تمہیں ان کے ماضی کے بدنما داغوں کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔ وہ جہاں ہیں جیسے ہیں' تمہیں قبول کرنا چاہیے۔ امرحہ ہم سب نے ہارٹ راک میں چلنے والی ریکارڈنگ سنی اور کبھی یہ ظاہر نہیں کیا کہ ہم نے کچھ سنا ہے۔ اور تم نے۔ تم نے اب تک کیا کیا؟"

"دعائیں۔ بس دعائیں۔"

"میں تمہیں شرمندہ نہیں کر رہا ہے۔"

"اسے میرے آنے کے بارے میں مت بتانا سائی۔!"

"میں ضرور بتاؤں گا۔ لیکن تم ابھی گھر جاؤ۔ میرا لہجہ اور انداز برے ہوسکتے ہیں لیکن میرا مقصد غلط نہیں ہے۔"

"میں جانتی ہوں سائی۔ لیکن میرے آنے کے بارے میں تم اسے نہ بتانا۔ میرے دادا کبھی نہیں مانیں گے۔ اور اب تو عالیان بھی نہیں مانے گا۔ میں اس کے لیے "کوئی نہیں" بھی نہیں رہی اب۔ اور وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے اور وہ پہلے بھی غلط نہیں تھا۔"

"میں چاہتا ہوں تم پرسکون رہو۔"

"ہاں میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ لیکن چاہنے سے سب کہاں ہوتا ہے۔"

"تم گھر جاؤ آرام کرو۔"

"ہاں مجھے آرام کرنے کی ہی راہیں ڈھونڈنی پڑیں گی اب۔!"

وہ گھر آئی تو پولیس کی ایک گاڑی کھڑی تھی اور اندر آفیسر لیڈی مہر کے پاس بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔

"عالیان کا باپ آیا تھا امرحہ۔" سادھنا اس کے قریب آئی۔

"دونوں میں بہت دیر بات چیت ہوتی رہی' پھر پولیس بلوانی پڑی۔" سادھنا اس کی شکل پر کچھ کھوج رہی تھی۔

"تم نے ٹھیک نہیں کیا امرحہ۔" اس نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

امرحہ کے پشتاوے پر یہ بات "آخری سل جو آکر گری اور امرحہ پوری کی پوری دفن ہوگئی۔

لیڈی مہر نے بہت سرد نظروں سے امرحہ کو دیکھا اور جو تھوڑی بہت قوت امرحہ میں بچی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اس کا جی چاہا دیوار پر ٹنگی بندوق اتار کر اس میں کارتوس بھر کر اپنی کھوپڑی اڑا دے۔ اور بس پھر سب ٹھیک۔

✡ ✡ ✡

ایک لڑکی ہے امرحہ....
کشمیر کے سبزہ زار سی....
پرستان کے گلاب سی....
زمرد جڑے عطردان سی....

وہ کمرے میں آگئی اور بیڈ پر بیٹھ گئی پھر اٹھ گئی وہ اتنی پتھر جگہ پر نہیں بیٹھ سکی' پھر وہ کرسی پر بیٹھی اور اسی ایک تکلیف کو محسوس کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے واش روم میں بہت دیر منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اس کے گال کی سرخی پھر بھی مدہم نہ ہوئی۔

وہ کمرے میں جگہ بدل بدل کر بیٹھنے لگی اور آخری وقت میں وہ کرسی کے پیچھے' نیچے کونے میں خود کو محفوظ سمجھنے لگی.... اس کی کیفیات میں کوئی سودائی حلول کر گیا اور اس کی ہوش مندی کو کوئی وحشی لے اڑا.... اس نے اپنا سر گھٹنوں میں دے لیا.... اسے بہت دیر تک اپنے زندہ رہ جانے کے خیال سے خوف آیا۔

ایک لڑکی ہے امرحہ....
نافرمان کی بددعا سی....
ساحر کے جلال سی....
اور موت کے الہام سی....

اس کی زندگی کہیں بہت لمبی نہ ہو جائے' اس پر یہ خیال کوڑے برسانے لگا۔

"تم کتنی ظالم ہو امرحہ؟"

"ہاں میں بہت ظالم ہوں.... مجھے اب معلوم ہوا کہ میں بہت بری ہوں.... میں نے اب ٹھیک ٹھیک خود کو پہچان لیا ہے۔"

زمین کا وہ کونا.... مشرق.... اس کی مٹی کی زرخیزی میں ہی "بنجرپن" کی گانٹھیں گندھی ہیں۔

مشرق کا یہ کونا امرحہ.... اس کی زرخیز جڑوں میں گندھی گانٹھیں کھلنے لگیں اور اس پر اس کا بس نہ چلا' اور وہ اس بس نہ چل سکنے پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

کئی گھنٹے ایسے ہی گزر گئے.... رات نے اپنا سفر نا تمام کرنے کی قسم اٹھالی اور قسم نے نہ ٹوٹنے کا عہد باندھ لیا.... ساری نزاکتیں اس کے اندر دم توڑنے

لگیں اور سارے ارمان خود کو خود دفنانے لگے.... وہ روتی رہی اور پریم روگی جڑیں اس میں سے پھوٹنے لگیں۔

میز پر رکھا اس کا فون کب سے بج رہا تھا' رات کے تین بجے تھے... فون بہت دیر تک وقفے وقفے سے بجتا رہا۔

"امرحہ! تمہارے دادا کا فون ہے۔ تم فون کیوں نہیں اٹھا رہیں' وہ بہت پریشان ہو رہے ہیں۔" بہت دیر تک اس کا دروازہ بجانے کے بعد سادھنا تیز آواز میں چلانے لگی۔

"وہ کہہ رہے ہیں انہیں تم سے ابھی بات کرنی ہے وہ بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ شاید ان کی طبیعت ٹھیک نہیں... امرحہ کہاں ہو... امرحہ... دروازہ کھولو۔"

اپنا منہ صاف کر کے امرحہ نے ذرا سا دروازہ کھول کر یہ کہنا چاہا کہ ان سے کہہ دے کہ وہ سو رہی ہے اور کل دن میں بات کرے گی' لیکن سادھنا کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا اور دادا سامنے ہی تھے۔

دادا نے اسے دیکھا اور جیسے کسی خدشے کی تصدیق ہو گئی۔ وہ اس سے ناراض تھے اور کتنے ہی دنوں سے اس سے بات نہیں کر رہے تھے۔ آج انہیں کسی پل چین نہیں آ رہا تھا ان کی آنکھوں سے آنسو اپنے آپ گر رہے تھے۔

"امرحہ!" وہ اس کا نام لے کر آگے بولنا ہی بھول گئے۔

سادھنا لیپ ٹاپ کو میز پر رکھ کر بہت دکھ سے امرحہ کو دیکھتی ہوئی چلی گئی۔

"تم ٹھیک ہو؟" دادا کو نظر آ گیا تھا پھر بھی پوچھا۔

"بالکل!" اس نے اپنی آنکھیں صاف کیں۔

"تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے اور تمہارا چہرہ....؟"

"ٹھیک تو ہے سب...." کہہ کر وہ جیسے مسکرائی' دادا پر بجلی سی گری۔

"نہیں مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔" دادا نے ہمت کر کے کہہ دیا۔

"کیوں... اب آپ کو ٹھیک کیوں نہیں لگ رہا... اب ہی تو سب ٹھیک ہوا ہے... میں نے آپ کے لیے سب ٹھیک کر دیا ہے... اب آپ کو فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔"

"تم ناراض ہو مجھ سے؟" اس کی حالت کے مقابلے میں یہ سوال انہیں بہت بودا لگا۔

"نہیں... ناراض تو آپ مجھ سے ہو سکتے ہیں... میں نہیں... یہ حق مجھے کہاں دیا گیا ہے...."

"تم طنز کر رہی ہو مجھ پر؟"

"یہ گستاخی میں کیسے کر سکتی ہوں؟"

"تمہیں کیا ہوا ہے امرحہ' مجھے بتاؤ' میں سوتے سے اٹھ بیٹھا... میرا دل بند ہو جانے کو ہے...."

"آپ کو معلوم ہے دل بند ہو جانا کسے کہتے ہیں؟" آنسو آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

"امرحہ..." دادا... کانپ سے گئے۔

"مجھے معلوم کرنا ہے دادا! دل بند ہونا کسے کہتے ہیں' آپ کو بتانا ہی پڑے گا مجھے...."

"جب.... جب جان سے پیارا کوئی تکلیف میں ہو میری بچی۔" دادا کو بولنا پڑا۔

"اور جان سے پیارا کون ہوتا ہے؟"

"تم ہو مجھے جان سے پیاری... تم۔" ان کی اپنی آواز کانپ کر رہ گئی۔

"ہونہہ... دادا دل تب بند نہیں ہوتا جب جان سے پیارا تکلیف میں ہوتا ہے' یہ دل تب بند ہونے لگتا ہے جب کوئی جان سے پیارا جان چھڑا لیتا ہے.... جب وہ خود سے دور کر دیتا ہے.... جب وہ منہ پر تھپڑ مار دیتا ہے اور جب وہ... جب وہ کہتا ہے "جاؤ آج سے تم میرے لیے مر گئیں۔" اس کی کئی گھنٹوں تک رو چکی آنکھوں نے پھر سے خود کو آنسوؤں کے حوالے کر دیا۔

"امرحہ...؟" دادا اتنا ہی بول پائے۔

"اور جاننا چاہیں گے کیا ہوتا ہے.... جب وہ یہ کہہ دیتا ہے تو مر جانے کو دل چاہتا ہے... دل چاہتا ہے حلق میں ہاتھ ڈال کر سانسیں کھینچ لیں اور زندگی سے جڑا

ان کا تعلق کاٹ ڈالیں، جسم چیر کر دل باہر نکال پھینکیں، اور رگوں کو چھید کر ان میں دوڑتا خون بہا ڈالیں۔"

"امرحہ... کیا کرنے جا رہی ہو تم؟" دادا کے چہرے پہ ہوائیاں اڑنے لگیں اور اپنے بیڈ پر بیٹھے رہنا ان سے مشکل ہو گیا۔

"سنیں دادا، سب سنیں اب... میں آپ کو سب بتاتی ہوں۔" لیپ ٹاپ میز پر رکھا اور وہ سامنے نیچے آلتی پالتی جما کر بیٹھی تھی، اس نے اپنی ناک رگڑی اور ایک گہرا سانس لیا۔

"انسانوں کے ہجوم میں مجھے ایک انسان ملا... ایک انسان دادا... جانتے ہیں انسان کسے کہتے ہیں... جس کی آنکھوں میں احترام ہو اور الفاظ میں نرمی... جس کے اخلاق میں رحم دلی ہو اور مقاصد میں اعلا ظرفی...

جو ساتھ ہو تو شان ہو ورنہ سب گمان ہو۔

ایسا انسان، جو بولتا ہے تو زخموں پر مرہم رکھتا ہے اور نہ بولے تو زخم ہرے نہیں کرتا... جو احساسات پر کمندیں نہیں ڈالتا، بلکہ ان پر پھوار بن کر برستا ہے... وہ انسان دادا... مجھے ہمیشہ اپنی قسمت پر رشک رہا تھا اور یہ رشک اس انسان کے ملنے سے رشک ہو گیا۔ کبھی ملے ہیں آپ ایسے انسان سے؟ اس نے کبھی میرے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا اور سوال کیا بھی تو اتنا "مجھ سے شادی کرو گی؟"

"امرحہ! چپ ہو جاؤ میں نے کہا نا!" اس کی کیفیات میں کوئی سودائی حلول کر چکا تھا۔ اس سودائی سے دادا کو خوف آ رہا تھا۔

"کیوں چپ ہو جاؤں اب میں...؟" وہ رو کر ہی بولی۔

"مجھے تکلیف ہو رہی ہے تمہارے انداز پر..."

"آپ کو صرف مجھے دیکھ کر تکلیف ہو رہی ہے... صرف دیکھ کر... خوش قسمت ہیں آپ... آپ امرحہ نہیں ہیں..."

"کیا ہوا ہے... تم کیا کرنے جا رہی ہو؟"

"ڈریں مت، میں مرنے نہیں جا رہی... اس کی نوبت نہیں آئے گی، اس نے جب کہا تم میرے لیے مر چکی ہو... یہ کام تب ہی ہو گیا تھا۔"

"امرحہ! میری بات سنو خدا کے لیے۔"

"آپ چپ کر کے مجھے سنیں... خدا کے لیے آپ کو یہ شکوہ نہیں ہونا چاہیے کہ آپ سے سب کہا نہیں گیا۔ وہ اعلان سنیں جو مجھے بلندی پر چڑھ کر کرنا تھا... کل عالم کو اکٹھا کر کے... اب صرف ایک آپ کے سامنے کرتی ہوں..." خشک ہونٹوں کو اس نے زبان سے گیلا کیا جیسے اسے یہ گوارا نہیں تھا کہ وہ اس حالت میں اس کا نام لیں۔

"مجھے انسانوں سے دلچسپی نہیں تھی... لیکن مجھے کیا پتا تھا انسانوں میں کوئی عالیان بھی ہے۔" دادا نے اپنے لب بھینچ لیے۔

"ہم مشرقی لوگ بہت عجیب ہوتے ہیں دادا، بیٹیوں کی رخصتی کے خیال سے ہی گھنٹوں روتے رہتے ہیں، اور ان کے دل کے ارمانوں کی رخصتی پر ایک آنسو نہیں بہاتے... ہمیں یہ مان رہتا ہے کہ ہماری اولاد ہمارا سر نیچا نہیں کرتی اور ہم یہ غرور حاصل نہیں کر پاتے کہ ہم نے اولاد کی خوشیوں کو نیچا ہونے نہیں دیا۔

دادا ہمارے سروں پر خاندان کی عزت کی پگڑیاں سجائی جاتی ہیں اور ہمارے دل کے تخت سونے رہ جاتے ہیں اور کوئی ان پر آہ بھی نہیں بھرتا۔ مشرقی عورت ارتقا کا ذریعہ کیوں ہے... خود ارتقا کیوں نہیں؟... یہ سوال میں نے خود سے کئی بار پوچھا اور خود کو یہ بھی بتاتے بتایا کہ مشرق ایک گنجال خطہ ہے۔ فلسفیوں کے ان فلسفوں سے بھرا ہوا جن کے پیندے میں تعصب ہوتا ہے اور کنارے پر منافقت...

آپ بھی وہی مشرقی فلسفی نکلے... میں نے آپ سے اس کی بات کی اور آپ نے مجھے چپ ہو جانے کے لیے کہا۔ یہ چپ کا تالا... اس کی چابی کہاں گم رہتی ہے... کبھی تو اس تالے کو کھلنے کی اجازت دیں، ہمارے یہاں کی حکم کی پٹاریوں کے غلام جن بینوں پر ناچتے ہیں ان بینوں کو کبھی تو توڑا جائے۔

اب آپ مجھے بتائیں کہ میں آپ کے خطے کے

کس حکیم کے پاس جاؤں کہ وہ میرے درد کو ٹھیک کر دے۔۔۔ لیکن زخم پر مرہم رکھے، پر میرے تو جسم پر کوئی چوٹ ہی نہیں۔۔۔ مجھے کسی بزرگ سے دم کروانا چاہیے کہ اب آنکھیں بند کرنے پر مجھے نیند آجایا کرے اور منہ کھولنے پر سانس۔۔۔ ایک بات آپ ہی مجھے سکھا کر بھول گئے، جب میں نے اپنی ایک کالج کی دوست چھوڑ دی تھی، آپ نے کہا تھا قیمتی انسان روٹھ جائے تو تمہیں اپنے نقصان پر پشیمانی سے رونا چاہیے، چیزوں سے لاپروائی برتو اور انہیں گم کر دو۔۔۔ قیمتی انسان کی پروا کرو اور انہیں گم نہ ہونے دو۔۔۔"

اتنا کہتے کہتے وہ بیٹھے بیٹھے امرحہ سے برزن (بڑھیا) ہو گئی۔۔۔ جوانی قصۂ پارینہ ہو گئی۔

"دادا قیمتی انسان سے آپ کا مطلب "حسب نسب والا قیمتی انسان" ہو گا۔۔۔ اور باقی سب بے کار۔۔۔ ہے نا۔۔۔ میں نے آپ سے کہا تھا میری زندگی ختم ہو رہی ہے، مجھے آگے زندگی نظر نہیں آ رہی۔۔۔ اور کس طرح کہتی دادا! کہ آپ سمجھ جاتے۔۔۔ ایک انسان آپ کے سامنے اپنے ختم ہونے کی نشانیاں بیان کرتا ہے اور آپ کہتے ہیں آپ کی سماعت پر گراں گزر رہا ہے۔۔۔ میں یہاں آ رہی تھی تو آپ نے کہا ہمت سے کام لینا، ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرنا۔۔۔ اور اس۔۔۔ اس جدائی کا۔۔۔ اس کا مقابلہ میں نے سکندرانہ وار بھی کیا تو بھی شکست میرا ہی مقدر رہی۔۔۔ میں ختم ہونا شروع ہو گئی ہوں اور اس عمل کی تکمیل میں بہت وقت نہیں لگے گا۔۔۔ آپ دادا۔۔۔" اس نے آہ بھری۔

"آپ چاہتے تھے میں آپ کے سامنے ڈٹ جاؤں یا آپ چاہتے تھے میں دو میں سے ایک کا انتخاب کر لوں تو دادا میں نے آپ کا انتخاب کر لیا، میں ڈٹ سکتی تھی، اکیلے ہی فیصلہ کر کے آگے بڑھ سکتی تھی، لیکن میں نے آپ کے مان سمان کو گرنے نہیں دیا۔۔۔ میں نے اپنے ساتھ برا کر لیا، لیکن آپ کے ساتھ برا نہیں ہونے دیا، آپ ایک اچھے انسان ہیں۔۔۔ میں بھی۔۔۔ وہ بھی۔۔۔ ہم تینوں اچھے انسان ایک دوسرے کے لیے اچھے نہیں ہو سکے۔"

اس کی بھیگی آواز خشک تر ہو گئی تھی۔

"اب میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں، اپنا دل نکال کر میں آپ کو دے دوں یا اسے کہیں باہر پھینک دوں کیونکہ اب یہ مجھے زندہ رکھنے کے بجائے مار ڈالے گا۔"

"امرحہ تم۔۔۔ تم کیا کرنے جا رہی ہو۔۔۔؟"

"ڈریں نہیں دادا۔۔۔ میں خودکشی نہیں کروں گی۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی، اب مجھے طبعی موت مرنے میں ویسے بھی زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔۔"

"میری حالت پر رحم کرو امرحہ!" دادا نے ہاتھ جوڑ دیے۔

"آپ نے میری حالت پر رحم کیا۔۔۔ بالکل ٹھیک نہیں کیا آپ نے میرے ساتھ۔۔۔ کتنی معمولی وجہ تھی، جس پر میں پہلے خودکشی کر چکی ہوں۔۔۔ اور اب میرے ہاتھ میں وہ معمولی وجہ بھی نہیں رہی جو مجھے زندہ رکھ سکے۔۔۔"

سادھنا امرحہ کے کمرے کا دروازہ بجا رہی تھی جو وہ لاک کر چکی تھی۔ سادھنا کے ہاتھ میں فون تھا اور فون پر دادا تھے جو سادھنا کی منت کر رہے تھے کہ وہ اندر اس کے پاس جائے۔۔۔ اس کے پاس جو آلتی پالتی مارے کسی پرچھائیں کی طرح اپنے آپ بولتی جا رہی تھی بولتی جا رہی تھی۔

☼

(کیا عالیان کی زندگی میں ویرا کو امرحہ برداشت کر پائے گی۔۔۔ یہ صدمہ اس کا دل سہ پائے گا؟ عمر بھر کا پچھتاوا دادا جان کا مقدر رہے؟)

باقی کے واقعات آئندہ ماہ ملاحظہ فرمائیں۔